٣٠١
~~٥٦٣~~
طلاقنه حبشه

٣٠٣
~~٥٦٥~~
نالون ندرت

٣٠٢
~~٥٦٤~~
ايفاح الوالض

729

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ

الحمدللہ کہ دریں زمان برکت اقتران تصنیف شریف و ترصیف لطیف

اعنی

طلاقِ حسینیہ

از افادات غالیہ و افاضات عالیہ تحریر علّام و جہبذ فہام البحر العجاج الثجاج سباح عیالم الحکمۃ البہیجہ سباح عوالم الفلسفۃ النصیجہ کشاف استار الحقائق الملکوتیہ و نضّار حجب الدقائق اللاہوتیہ صدر الحکماء الالہیین و عین الفلاسفۃ الاسلامیین رأس النقدۃ الاعلام و رئیس الکملۃ الفخام العلم المنصوب فی بیداء السلوک و الارشاد و العلم المنصوب فی سویداء اولی السداد و الرشاد نادرۃ الدہر و علامۃ العصر جناب المولوی الحکیم السید غلام حسنین الکنتوری ادام اللہ لمالہم الجلی بلطفہ الخفی

حسب فرمائش مولوی غلام عباس صاحب

باہتمام شیخ گلزار محمد مالک

مطبع گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور

اندرون موری دروازہ بزیور طبع آراستہ گردید

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

فہرست ان کتابونکی جو سرکار علامہ مولوی حکیم سید غلام الحسنین صاحب کنتوری دام ظلہ کی تصنیف سے کمترین احقر الناس غلام عباس نے چھپواکر شائع کیں۔ قیمت ہرایک کتاب کی اسوقت بنسبت لاگت کے کم ہے دوسری جگہ یہ کتابیں نہ ملینگی۔

سوانح عمری مولوی حکیم سید غلام الحسنین صاحب کنتوری دام ظلہ۔ عجیب مفید و دلچسپ کتاب ہے۔ علامہ صاحب موصوف کے تحصیل علم۔ حالات سفر۔ اور ۵۲ علوم کس کس طرح حاصل کئے۔ اور کمال کو پہنچائے خصوصاً علم طب و کیمیا۔ طبی و کیمیاوی تجربہ۔ مجرب نسخہ جات خالص چاندی بنانے کا پورا پورا نسخہ جو مجمع عام میں بناکر دکھلایا۔ اول تو کوئی شخص ایسے نسخہ جانتا نہیں اگر کسیکو اتفاقیہ کہیں سے حاصل ہوجائے تو کبھی نہ بتلائے۔ سرکار علامہ دام ظلہ کے حالات ایسے مفید و دلچسپ ہیں۔ اگر انسان شوق سے پڑھے تو بہت فائدہ پاوے یہ کتاب اعلیٰ درجہ ولایتی رنگین کاغذ پر اعلیٰ درجہ خوشخط چھپوائی اصلی لاگت عہ۲ر فی جلد قیمت اس کی عا۸ر وعہ۸ر تھی مگر اب صرف عہ ر روپیہ ہے +

انتصار الاسلام جلد اول۔ تمام عالم میں یہ پہلی کتاب اپنے رنگ کی ہے جس میں اسلام کی تمام خوبیاں علوم قدیمہ وجدیدہ سے ثابت کی ہیں۔ اور جسقدر شبہات و اعتراضات اسلام پر غیر مذاہب والوں نے کی ہیں ان سب کے دنداں شکن جواب مختلف علوم سے دیگئے ہیں اور اسے کتاب کے دیکھنے سے ثابت ہوگا۔ کہ دنیا میں اگر کوئی مذہب تمام اصول فلسفہ قدیمہ وجدیدہ کے مطابق ہے تو اسلام ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید کیونکر معجزہ ہے اور فاسفورس اور ید بیضاء کا کیا فرق ہے۔ مسمریزم و معجزہ کا فرق کیا ہے۔ سوا نیزہ پر آفتاب کا مغرب سے نکلنے کا ثبوت۔ قیامت کے روز گرمی آفتاب کی متحمل کیونکر ہونگی معجزہ شق القمر کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے چاند کا سات بار خانہ کعبہ کے گرد پھرنا نبی کی نبوت پر چاند نے گواہی دی۔ انبیاء نے مردے کس طرح سے زندہ

عطیہ جناب سید مظہر علی خاں صاحب [illegible] نسخہ برائے [illegible] موصولہ ۱۵ مئی [illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ وبہ نستعین ونصلّی
علیٰ محمدؐ وآلہ المعصومین
الدّالّ علیھم لفظۃ طٰہٰ فی
القرآن المبین اوّلھم نبیّنا
وآخرھم الحجّۃ القائم صلوات
دائمۃ الیٰ یوم الدّین وبعد
فیقول العبد المستھام المسکین
المدعوّ بغلام حسنین الکنتوری
انّ ھذہ وجیزۃ الفتھا
لدفع ایراد یورد علیٰ سیّدنا
رسول وسبطہ الاکبر حسن
بن علی سلام اللّٰہ علیھم لکثرۃ
الازواج وکثرۃ الطّلاق فنقول انّ
الفضائل والمحاسن الّتی اتّصف
بھا رسول اللّٰہ وسبطہ الاکبر ماثورۃ
ومشھورۃ قد رواہ العلماء لانذکرھا
فی ھذہ الرسالۃ الا مایتعلق بھذین

حمد کرتا ہوں خدا کی اور اسی سے مدد چاہتا
ہوں اور درود بھیجتا ہوں محمدؐ اور آل محمدؐ پر
جو سب معصوم ہیں سب پر قرآن مجید میں لفظ
طٰہٰ دلالت کرتا ہے اس لئے کہ طا کے
(۹) اور ہا کے (۵) جملہ (۱۴) معصوم ہوئے
اوّل ہمارے نبی اور آخر میں قائم آل محمدؐ
ایسا درود جو مستمر ہو تا روز قیامت بعد حمد
اور صلوۃ کے غلام حسنین کنتوری کہتا ہے یہ
مختصر رسالہ دفع میں اس سوال کے
میں نے لکھا ہے جو دشمنان دین کثرت ازواج
اور کثرت طلاق پر ہمارے نبی اور امام
حسن پر وارد کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں
کہ فضائل اور محاسن جن سے جناب رسول
اور امام حسن موصوف تھے سب مشہور اور منقول
ہیں کہ ہمارے علمائے انکی روایت کی ہے
اس رسالہ میں ہم اسے فضیلت کو ذکر کرینگے
جو کثرت نکاح اور کثرت طلاق سے تعلق رکھتی ہے

الفعلين الموهنين على الظاهر شانهما
وقد روى اصحابنا ايضا هذه الرواية
لعلهم لم يتفطنوا من صنيع اعدائهم
فان من ديدنهم اشاعة مثل الروايات
الموهنة بشان هؤلاء الكرام كما هو
معلوم لنا فرووا ان عليا قال
في حقه مخاطبا للحضار ان ابني
الحسن مطلاق فلا تنكحوا نسائكم
منه وروى ايضا في سبب كونه
مطلاقا انه سمع من جده صلعم
ان المرأة التي تكون بكرا في كل
ليلة يكون من نسلها تسع ائمة
فلاجل ذلك كان الحسن يكثر
التزويج ولعدم وجدانه زوجة
متصفة بتلك الصفة كان يطلقها
هذا ما ورد في الروايات من
طرقنا ايضا وتحصل الايراد
انه لا يخلو من ان الحسن
الكان يفعل ذلك ولم

جس سے بظاہر شان میں ان حضرات کے
فرق معلوم ہوتا ہے ہمارے علماء نے بھی اسکی
روایت کردی اور خیال نہ رہا کہ دشمنان دین
کا وطیرہ یہی ہے کہ ایسے روایات کرتے ہیں
جو خلاف شان حضرات کے ہوں چنانچہ
بخوبی معلوم ہے اور علما کو خیال اس کا
رکھنا ضروری ہے کہ جب ایسے روایات کریں
اسکی رد اور تاویل بھی کردیں - وہ روایت
یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے بحق امام حسن حضار
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرا فرزند حسن بڑا
طلاق دینے والا ہے تم اپنی عورات کا ان
سے نکاح نکرو - یہ بھی مروی ہے کہ امام حسنؑ
نے اپنے نانا سے سنا تھا کہ جو عورت ہر شب
باکرہ ہو جائے اسی کی نسل سے نو امام
پیدا ہونگے اسی امید میں آپ زیادہ
نکاح کرتے تھے اور جب یہ بات زوجہ میں نہ پاتے
طلاق دیتے - یہ دونوں روایتیں ہمارے طریق سے
مروی ہوئی ہیں اور علماء نے بلا تاویل سکت
فیہم انکو درج کتب فرمایا ہے حالانکہ ضرورت تاویل

يكن عالما بان الائمة تكون
من نسل اخيه الحسينؑ من
زوجته المسماة بشهربانو به فتكون
الاخبار المروية عن النبی صلعم
المبشرة بذلك كلها موضوعة لا
اصل لها لان اخص اهل البيت
كان لا يعلمها وهذا من
اشنع الشناعات كما لا يخفى
على من له ادنیٰ سكة وان
كان عالما ومع علمه
بذلك فهو اشنع ايضًا
لانه كان حاسدًا لحسد
اخاه وايضا يريد ان
يكذب قول جده تلك
البشارة والعياذ بالله من
ذلك فهل يعتقد
احد منكم ان
يكون امامكم حاسدا
ومكذبا لقول جده

کی شدید تھی مگر خیال نہ فرمایا خلاصہ اعتراض کا
یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ فعل امام حسنؑ
کرتے تھے اور انکو اسکا علم نہ تھا کہ نو امام نسل سے انکے
بھائی امام حسینؑ کے پیدا ہونگے انکی زوجہ سے جنکا
نام شہر بانو ہے پھر تو جسقدر اخبار بطور پیشین گوئی
کے جناب رسولؐ سے اس بارہ میں مروی ہیں سب
بناوٹ اور محض بے اصل ہیں اسلئے کہ خاص گھر
کے لوگ جیسے امام حسین کو بھی اسکی خبر نہ تھی پھر اور
لوگونکو کیسے معلوم ہوا یہ تو نہایت شناعت کی
بات ہے کوئی آدمی جسکو ذرا سی بھی عقل ہے
اسکو ہرگز تسلیم نکریگا چہ جائیکہ اہل علم اور
صاحب فہم اور اگر باوجود علم اس بشارت کے
اور پھر کرتے تھے یہ تو اور بھی برا ہے اسلئے کہ
معاذ اللہ منہ انکو حسد اپنے بھائی سے تھا
اور نیز اپنے نانا رسول کی پیشین گوئی کو
غلط ثابت کرنا ان کو منظور تھا اچھے
امام اور اچھے نواسہ نبیؐ کے ہوئے
رہا اس فعل کا برا ہونا یہ تو
خود ان کے والد بزرگوار کے فرمانے

حاشاه من ذلك و
واما كون هذين الفعلين
من الافعال القبيحة فما
ورد من ابيه انه كان
يمنع جهاراً عن التزويج
كما مر۔

تمهيد الجواب

ومن الله استمد التوفيق
ثم نقول۔ لا يخفى على من
له ادنى نصفة ومعرفة
لم يكن مكابراً ان كثرة
النكاح وكثرة الطلاق
الى حد ارتكبه الحسنؑ لا
يتصور صدوره الا من
احد السببين اما مرض
او غرض اما المرض اعني
فريسموس فلم يكن الحسنؑ
مريضا به اذ لم يتهمه به احد من
اعدائه ايضا۔ بقي الغرض

رہا اس فعل کا برا ہونا یہ تو خود ان کی والد
بزرگوار کے فرمانے سے ثابت ہے کہ وہ سب
کو منع کرتے تھے کہ ان سے کوئی اپنی عورت
کا نکاح نہ کرے یہ بڑی طلاق دینے والے
ہیں۔

تمہید الجواب

اور خدا سے مدد چاہتا ہوں پھر کہتا ہوں
کہ جس کو ذرا سا بھی انصاف ہے اس
پر پوشیدہ نہیں ہے کہ بکثرت نکاح کرنا
اور طلاق جیسا کہ امام حسنؑ سے واقع
ہوا یہ فعل یا مریض فریسموس کا ہوتا ہے
یا کسی غرض سے لیکن مرض یہ تو امام
حسنؑ کو ہرگز نہ تھا اسلئے کہ کسی دشمن نے
بھی آپ کی نسبت اس مرض کی
تہمت نہیں کی ہے اگرچہ اور بہت
سی باتیں بنائی ہیں چنانچہ کتب
مخالفین کے پڑھنے سے معلوم
ہوا اب یہ تو معلوم ہوا
کہ آپ صحیح البدن تھے

فیجب ان یکون من اھم الاغراض
حیث لایبالی المرء السفیہ
ایضا من عود الشناعات
الیہ فضلا عن امتثال
سیدنا رسول اللہ وسبطہ
الاکبر ھذا اما نقولہ
بالنسبۃ الی الناکح واما
بالنسبۃ الی المنکوحات
والمطلقات فمن کان
مطلقا ھکذا ولم یکن
ذا مال کثیر یعطی الاف
الوف الدراھم فی
الصداق ومعذلک
یرضون بذلک الذل
المذل۔ وایضا لم یکن
المطلق ذا ثروۃ وسلطان
کالملوک الجبابرۃ فیقھرھم علی
ذلک بل ھو مظلوم مقھور قد تسلط
علی امرۃ ابیہ اعدائہ وھو یقول

باقی رہی غرض پس واجب ہے کہ
اہم اغراض سے ہو ایسی کہ مرد سفیہ
بھی کچھ اندیشہ نکرے کہ ایسے ایسے
شناعات اسکی طرف عود کریں گے
جائیکہ ہمارے نبی اور امام حسن ایسے
دانشمند۔ یہ تو ہیں ناکح اور طلاق دہندہ
کی نسبت کہتا ہوں اب رہے منکوحہ
اور مطلقہ عورات اور ان کی سرپرست
لوگ پس جو مرد اس قدر زیادہ طلاق
دینے والا ہو اور کوئی مالدار نہو کہ
لاکھوں روپیہ دین مہر میں دیتا
ہو جس کی طمع ان سب کو ہو جیسا کہ
اکثر اہل طمع کی یہی غرض ہوتی اور
پھر راضی ہوں ایسی رسوائی پر جو نہایت
درجہ پر ہے۔ ایضا طلاق دینے والا صاحب
ثروت اور حکومت مثل سلاطین جور کی بھی نہو
جبر او ظلم سے نکاح کرتا ہو بلکہ وہ خود ہی
مظلوم و مقہور ہو کہ اسکی آبائی حکومت پر
دشمنوں کا قبضہ ہو وہ اپنی میراث غارت شدہ

ادعی ترائی غیبا ینتقد عیوبه
اعدائه بل ینسبون فضائله
ومآثره الی المثالب و مع
تلك الحالة المشؤمة ینکح
کثیرا ثم یطلق ولا یکون
فعله هذا موجبا للاستکراه
بل یزداد شغفهم و غرامهم
عوضا عن الاکراه فهل یسلمه
العقل ولا یتصور لفعل
الناکح غرضا صحیحا مغائرا
لاغراضنا ولرضاء المنکوحات
واولیائهن ذوی الشرف
سببا قویا یقهرهم علی
الرضا وتوطین نفوسهم
لعدم الاستکراه حتی انه
لم یرد لنا روایة موضوعة لفقها
الاعداء تدل علی کراهتهم و
انتساب النقیصة الی تلك
الافعال وهذا الجواب الاجمالی الحاوی

کو دیکھ رہا ہے اسکی دشمن عیوب کو تلاش کر
رہی ہیں اس کی اچھی امور کو برائی سے منسوب
کر رہی ہیں پھر باوجودیکہ وہ ایسے خراب حالت
میں ہو اور بکثرت نکاح کرے اور بلا سبب
طلاق دیا کرے اور یہ فعل اس کا ناگوار
نہو بلکہ ان کا شوق رغبت بعوض کراہت
اور نفرت کی بڑھتا جائے پھر کیا عقل
صحیح اسکو تسلیم کر سکتی ہے بدون اسکے
کہ نکاح کرنیوالے کے کوئی ایسی غرض نہ
سوچے جو ہماری اغراض کے مخالف ہو اور
منکوحات اور ان کے سرپرستوں کو
کوئی ایسا ہی سبب قوی لاحق ہو جو
انکو راضی ہونے پر مجبور کرتا ہو تا اینکہ کوئی
مصنوعی روایت بھی ہمکو نہیں پہنچی جو دشمنوں
نے بنائی ہو اور انکی کراہت پر انھیں
افعال کے دلالت کرے اور ان کی ناراضی
ثابت ہو۔ اور یہ جواب اجمالی جو حاوی
کل مصالح پر ہے جسکی تفصیل ہم آئندہ کرینگے
یہی جواب کل شبہات کی رد میں کافی ہے اب ہم

على كل المصالح التي نفصّلها
يكفي لرد جميع الشبهات المذكورة
ولنبتدأ بتفصيل ما اجملت
ونبين بيانا شافيا فنقول
اولاً ان كثرة النكاح والطلاق
وجوازهما او عدم الجواز وان
كان من المسائل الفروعية
لا يجوز فيها القياس لكن
الايراد المذكور يستلزم النقض
الى النبوة والامامة فتكون
من هذه الجهة من
فروع اصل النبوة فلهذا
يسوغ لنا في رد الايراد الاستدلال
من البراهين
العقلية من اللمّيات
والانّيات والجدليات
كلها ان شاء الله فنقول
ان كثرة النكاح والطلاق
اما حسن في نفسه او

تفصیل اس اجمال کی شروع کریں بیان شافی
سے اور پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ بکثرت نکاح اور
طلاق کی جواز اور عدم جواز کا مسئلہ اگرچہ مسائل
فروعیہ سے ہے جن میں قیاس کرنا حرام ہے ہمارے
مذہب حق میں مگر اعتراض جو وارد کیا ہے
اس سے نقصان شان نبوت اور امامت میں
لازم آتا ہے یعنی عصمت نبی اور امام میں فرق پڑتا
ہے اگر اس فعل کو ہم صحیح اور اچھا براہ عقل ثابت
نکریں اب اس نظر سے یہ مسئلہ فروع اصل
نبوت سے سوا اسی وجہ سے ہم کو جائز
ہے کہ رد میں اس شبہ کے ہم دلائل
عقلیہ سے استدلال کریں عام اس
سے کہ دلیل لمّی ہو یا انی یا جدلی اب
ہم کہتے ہیں کہ بکثرت نکاح کرنا اور طلاق
دینا یا تو فی نفسہ اچھا ہے یا برا ہے
یا اچھا ہے اور برائی اسکی موافق اغراض
کے ہوتی ہے اگر غرض اچھی ہے تو
یہ بھی اچھی ہے اور غرض فاسد
ہے تو یہ بھی فعل بد ہے مراد

قبیح ککثرة النکاح والطلاق احیانا اوییتصف باحدهما بحسب الاغراض و
الدواعی فان کان لغرض
صحیح فحسن والا فقبیح
ولان النصاریٰ یوردون
الایراد علیٰ نبیّنا صلعم فی
تعدد الازواج فیحق بنا
ان نثبت حسنه بل وجوبه
عقلاً بحسب الفطرة مع
قطع النظر الی الاغراض
والدواعی اولا ثم نذکر
الدواعی والاغراض الّتی
دعت نبینا صلعم الیٰ
ذلك فیکون هٰذا المنهج
الّذی سلکناه فی رد
ایرادهم منهجا ومسلکا لم
یسلکه غیرنا. فاعلم ان قوة المباضعة
فی الرجال علیٰ ما اثبتها علماء الیورپ و
امریکه تنتهی الیٰ مبلوغ

یہ ہے کہ دراصل کثرت نکاح اور
طلاق فعل بد نہیں ہے اب اصل شبہ
تو یہیں سے برطرف ہوا لہذا اغراض
پر بحث رہی پھر چونکہ نصاریٰ ہمارے
نبی صلعم پر تعدد ازواج سے بڑا سخت
اعتراض کرتے ہیں لہذا ہمکو لائق ہے
پہلے ہم تعدد ازدواج کی خوبی بلکہ اس کا
عقلاً ضروری ہونا براہ فطرت انسانی
اُنہیں نصاریٰ کے ڈاکٹری اصول سے
ثابت کریں قطع اغراض اور دواعی کے جو
ہمارے نبی کو لاحق ہوئے تھے تاکہ خوبی تعدد
ازدواج کی جب عموماً ثابت ہو جائے پھر ہمارے
نبی کو دو طرح سے تعدد ازواج کا کرنا عمدہ
افعال سے معلوم ہوا اور یہ طریقہ جو ہم نے اختیار کیا
ہے رد میں شبہ نصاریٰ کی ایسا طریق ہو
کہ سوائے ہمارے کسی اور نے آج تک یہ طریقہ اختیار
نہ کیا ہو اب جانو کہ قوت مردی کی مردوں
میں بنا بر جدید تحقیق ڈاکٹران یورپ
اور امریکہ ....

اعمارهم تسعون سنة وبدايتها
من بلوغهم الى خمسة عشر
اسقطناها من تسعين فيبقى
خمسة وسبعين سنة وهذه
المدة تبقى فيها قوة
الرجال فى مباشرة النساء والمباضعة
اما النساء فابتداء بلوغها
تسع سنون وانقطاع الطمث
عنها الى ان تبلغ خمسين
او ستين سنة اسقطنا
من الستين تسعة بقى احد
وخمسون سنة ولنفرض
ان رجلا كان عمره خمسة
عشر سنة تزوج من امرأة
كانت فى عمر تسع سنين
وعاشت بعد التزويج الى
سن الياس فيكون ما
مضى من عمر الرجل يومئذ
احد وخمسون فهو قابل

کی باقی رہتی ہے نوّے ٩٠ برس کی عمر تک
اور ابتدائے بلوغ ان کی پندرہ برس
سے ہے اب ہم نے پندرہ کی نوّے ٩٠
سے تفریق کی باقی رہے پچھتّر برس
یعنی پچھتر برس مرد قابل نطفہ دینے
کے ہے۔ رہی عورت یہ نو برس کی
عمر میں اکثر بالغہ ہو کر اس کو حیض آتا
ہے اور قابل مباشرت اور استقرار
حمل کی ہوتی ہے اور انقطاع حیض
اور سن یاس اُسکا پچاس یا ساٹھ برس
کی عمر میں ہوتا ہے مراد یہ ہی کہ اب قابل
نطفہ دینے کے نہیں ہے ہمنے ساٹھ سے نو
کی تفریق کے باقی رہے اکاون برس اب
ہم فرض کریں کہ مرد پانزدہ سالہ نے ایک
زن نہ سالہ سے عقد کیا اور یہ عورت سن یاس
تک زندہ اور اس کی زوجیت میں رہی
اب مرد کی عمر اس وقت اکاون برس کی
ہے اس میں سے ١٥ برس کی تفریق کی
باقی رہے ٣٦ برس اب ٣٦ کو ٧٥ سے

للتوليد من يومه هذا
الى تسعة و ثلثين والمرأة
قد بلغت الى سن الياس
ليست قابلة للمباضعة فاذا
اكتفى بتزويج واحدة من
الازواج يضيع قوة تسع و
ثلثين منه وهذا اتلاف
لحقه لا يجوز عند العقل
الصحيح - هذا بالنظر الى
اختلاف العمر ثم اذا
حاسبنا ايام طمثها التى
لا يجوز ملامستها فى
تلك الايام بالنظر الى
اصول الطب وهى فى كل
شهر اقلها ثلثة ايام ففى كل
سنة يرتقى الى ستة وثلثين
يوما ومدة تحيضها احدى
وخمسون ضربنا ستة فى
احدى وخمسين حصلت

نکلا لا باقی رہے ۳۹ یعنی ابھی ۳۹ برس یہ
مرد قابل نطفہ دینے کے ہے اور عورت
منکوحہ اس کی سن یاس کو پہنچ کے اب وہ
نہ قابل ہم بستری کے ہے اور نہ قابل حاملہ
ہونے کے اب اگر ایک ہی زوجہ کا پابند
رہے ۳۹ برس اسکی قوت برباد ہوگی یہ
کیسی حق تلفی ہے کبھی عقل صحیح اس کو جائز نہ
رکھے گی یہ خرابی تو بنظر عمر اور سن کے ہے
پھر اب ہم اس کے ایام حیض پر نظر کریں
جن ایام میں بحکم اصول علم طب ہم بستری
ناجائز ہے کہ وہ نطفہ اگر قرار پائے مولود
مجذوم ہوگا تو ایام حیض عورت کے ہر ماہ
میں کم سے کم تین دن ہیں اور سال بھر
کے ۳۶ دن ہوتے ہیں اور زمانہ حیض
آنے کا عورات میں تا پہنچے سن یاس
کے جو ساٹھ برس ہم نے فرض کئے ہیں
بعد تفریق نو برس کے باقی رہا اکاون
اس کو ہم نے ۳۶ سے ضرب دیا حاصل
ہوا ....

١٨٣٦ وهو خمس سنون و
شهران وستة ايام اصفناها
الى تسع وثلثين حصلت
احد واربعون سنة وشهران
وستة ايام هى مدة تضيع قوة
الرجل اذا اكتفى على تزويج
امرأة واحدة كما يزعمه النصارى
عناداً للحق والنصفة ثم اذا
فرضنا كونها ذات ابناء
وبنات ولا اقل من اربعة
ولد فيكون حملها وفصالها
المكمل مولود ثلثين شهرا لا
يجوز ما صنعتها فيها ضربنا
ثلثين فى اربعة يرتقى الى
مائة وعشرين شهرا اعنى
عشر سنة اضفناها الى
تسع وثلثين حصل تسع و
اربعون سنة نقضناها من خمسة
وسبعين بقيت ستة عشر

١٨٣٦ یعنی پانچ برس اور دو ماہ اور
چھ روز اس کو ہم نے ۳۹ پر بڑھایا
حاصل ہوا اب اکتالیس برس دو ماہ چھ
روز اتنے زمانے تک قوت مرد کی
ضائع اور برباد ہوتی ہے اگر زن
واحد پر اکتفا کرے اور متعدد ازواج
نہ کرے جیسا کہ نصاریٰ براہ دشمنی
امر حق اور انصاف کے کہتے ہیں
اور خون انصاف بہاتے ہیں محض براہ
عداوت نبی صلعم کی اور ڈاکٹروں کی یہ
تحقیق ہے جس کو ہم نے کتاب انتصار
الاسلام میں صفحہ وار بحوالہ کتب لکھدیا ہے
ذرا اور بھی سن لیجئے پھر جب ہم اس
کو صاحب اولاد فرض کریں اور کم سے
کم چار بچوں کی ماں فرض کریں اب
ہر بچہ کی ایام حمل سے دودھ کے چھڑانے تک
تیس مہینے کا زمانہ ہوگا اس میں بھی ہم بستری
کرنی اس کو نہ چاہئے اب ہم نے تیس مہینے کو چار
میں ضرب دیا ایک سو بیس ماہ یعنی دس برس

فضاعت قوته احدى خمسين
سنة ثم اذا حاسبنا ايام
الامراض والاسفار وغيبوبة
الزوجين حاسبناها لا تبقى
من ستة وعشرين الا نصفها او
ثلثها هذا هو ظلم صريح و
اتلاف قبيح على القول با
لمنع عن تعدد الازواج وعسى
ان يقول قائل ان هذا
لايعم جميع افراد الرّجال و
النساء بل هو فرض جزئى
فنقول هب انه كك ويصح
لواحد من الالف فهل يجوز
احد من اهل النصفة هذا
الظلم ولو على واحد من الف
ولما اثبتنا ان الشناعة انما
يستحقها من يمنع عن تعدد
الازواج فقد اندفع ايراد
الذى يوردونه على نبينا صلعم

اور ۳۹ برس بڑھے اب ۴۹ برس ہوئے
اس کی ۵۰ سال سے تفریق کی باقی رہے
۲۶ یعنی ۷۵ برس میں کل ۲۶ برس اس کو
اپنی قوت صرف کرنے کی رہی اور ۴۹ برس
ضائع ہوں گے اگر ایک ہی زوجہ رکھی پھر
اگر زمانہ مرض اور سفراور زمانہ غیر حاضری
زن اور شوہر کا جو ضروری ہے اب تو اس
۲۶ برس کا نصف یا ثلث بھی باقی نہ رہیگا
جس میں اس کی قوت خداداد کام میں آتی
ہو یہ کیسا ظلم صریح اور بڑی حق تلفی کا حکم ہے
تعدد ازواج کو منع کرنے کا۔ شاید کوئی
معترض یہ کہے کہ یہ فرض جو تم نے کیا ہے
عام نہیں ہے کہ ہر مرد و زن کو شامل ہو بلکہ
فرض جزئی ہے میں جواب دونگا اچھا یہی
سہی اور فی ہزار ایک خواہ فی کرور ایک ہی
پر صادق آتا ہے پھر کیا ارباب انصاف
فی ہزار ایک یا فی کرور ایک پر بھی ایسا ظلم
گوارا کریں گے اور جب ہمنے ثابت کردیا کہ
شناعت اور برائی کا مستحق وہی شخص ہے جو تعدد

من تعدد ازواجه عقلا
وايضا بطل ايرادهم على ان
الاسلام اباح التعدد في
الازواج عموما مع كونه
من الشناعة الفاضحة
ولما ثبت محاسن تعدد
الازواج عموما وخصوصا
عقلا فلنبين المصالح
المختصة التي دعت
نبينا اليها وهي امور
عديدة منها ايلاف
القلوب المختلفة المملوة
حنقا وغيظا كما يدل
عليه التاريخ ويحكم
به العقل ايضا لعلو
شانه منهم ومنها
اثبات عدله في
الازواج مع كونها
تسعة فلم يتلف حق

ازواج کو منع کرتا ہے اب وہ اعتراض
دفع ہو گیا جو ہمارے نبی صلعم پر تعدد ازواج
سے وارد ہوتا تھا۔ ایضا یہ اعتراض بھی دفع
ہو گیا کہ اسلام نے تعدد ازواج کو عموماً
جائز کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ امر قبیح اور خراب
ہے جب پھر اس کی خوبی عموماً اور خصوصاً دلیل
عقلی سے ثابت ہو چکی اب ہم کو مناسب
ہے کہ خاص خاص وہ مصالح عقلیہ
اور نقلیہ بیان کریں جو ہمارے نبیؐ کو تعدد
ازواج میں پیش آئی تھی اور یہ چند اسباب
ضروری از آنجملہ تالیف قلوب مختلفہ
کی جو کدورت اور غیظ سے بھری ہوئی
تھی۔ ہمارے نبی سے چنانچہ تاریخ اس
پر دلالت کرتی ہے اور عقل بھی حکم کرتی
ہے کہ آپ کی شان سب سے بڑھ گئی تھی
پھر کیوں نہ محسود ہوں از آنجملہ اثبات
عدل اور انصاف کا ادا ے حقوق ازواج
میں کہ باوجودیکہ نو ازواج تھیں مگر کسی ایک
کے بھی حق تلفی آپ سے نہیں فرمائی اور

احدٍ منهم وهذا امرٌ
لا يتاتي الا من اعدل
الناس واعلمهم المتدرب
باصول التمدن والمعاشرة
وهما ايضا من الدلائل
العقلية وايضا لاظهار
ان الله سبحانه اعطاه
قوة المباضعة مثل اربعين
رجلا بمنه رد المظنون
ابي بكر وعمر بن الخطاب
فانهما كانا يتتبعان
من عيبه صلعم في
تلك القوة ويرتكبان
في التجسس امورا لا يرضي
لفعله من له اذني غيرة
وحمية. وهذا كما
رواه في الكافي من كتاب
النكاح عن سالم بن هشام
عن ابي عبد الله ع

یہ کام اسی شخص کا ہے جو بڑا عادل اور
بڑا عالم اور مشاق ہو برتاؤ میں اصول تمدن
اور معاشرت باہمی کے جس کو حکیم کہنا لازم
ہے اور یہ دو نو بھی دلیل عقلی ہیں۔ ایضاً آپ
کو منظور اظہار اس عطیہ الٰہی کا تعدد ازواج
سے تھا کہ خدا نے چالیس آدمیوں کی
طاقت ہم بستری میں عورات کی مجھے دی
ہے اور اس کے اظہار سے غرض آپ کی
رد کرنا گمان فاسد ابوبکر و عمر کا تھا کیونکہ یہ دونو
در پے عیب جوئی آپ کے تھے اسی قوت
کی نسبت اور ایسے ایسے افعال بد کرتے
تھے کہ جس کو ذرا سی شرم اور غیرت بھی ہو
ہرگز مرتکب ایسی بیحیائی کا نہو گا مگر چونکہ..
مطلب اُن کا ایذا دہی جناب رسولؐ کا
تھا لہذا حیا اور شرم بالائے طاق
رکھ کر کرتے تھے۔ اس قصہ کو کتاب
کافی باب نکاح میں ہشام بن سالم
نے جناب صادق علیہ السلام
سے روایت کیا ہے فرمایا

ان ابابکر و عمر اتیا ام
سلمة فقالا یا ام سلمة
انک قد کنت عند رجل
قبل رسول اللہ فکیف
رسول اللہ فی الخلوة
قالت انما ھو کسائر
الرجال ثم خرجا منھا
واقبل رسول اللہ صلعم
فقامت الیہ مبادرة
فرقا ان ینزل امر من
السماء فاخبرتہ الخبر
فغضب رسول اللہ حتی تربد
وجھہ والتوی وجھہ وقامت
عرق الغضب بین عینیہ وھو
یجر ردائہ وصعد المنبر
وثارت الانصار بالسلاح
وامر بخیلہ صلعم ان تحضر
فصعد المنبر فحمد
اللہ واثنی علیہ ثم

حضرت نے کہ ابو بکر و عمر آئے ام سلمہ
کے پاس اور کہنے لگے اے ام سلمہ تم ایک
مرد کے پاس جناب رسولؐ سے پہلے بھی
بطور زوجہ ہونے کے رہ چکی ہو کہو کہ ان کا
کیا حال ہے ہم بستری میں۔ ام سلمہ بولیں کہ
جیسے سب مرد ہوتے ہیں ویسے ہی یہ بھی
ہیں یہ سنکر وہ دونو تو چلے گئے اور جناب
رسولؐ تشریف لائے ام سلمہ جلد آپ کے
پاس آئیں بخوف اس کے کوئی وحی آسمانی
اس بارہ میں نہ آئی ہو اور پورا قصہ
بیان کر دیا حضرت کو اس قدر غضب
آیا کہ چہرہ آپ کا متغیر ہو گیا اور رگ
پیشانی جو درمیان دونو آنکھوں کے
ہے اور بروقت غضب کے ابھر جاتی
ہے وہ بھی کھڑی ہو گئی اور وہ جناب
اپنی ردا کو کھینچتے ہوئے مارے غصے
کے چلے جاتے تھے آتے آتے منبر پر
چڑھ گئے اور انصار میں جوش پیدا ہوا کہ ہتھیار
بند ہو کر آئے اور جناب رسولؐ نے حکم دیا

قال ایھا الناس مابال اقوام	کہ ان کی سواریاں حاضر کرو منبر پر چڑھ کر آپ
یتبعون عیبی و اللہ انی	نے خطبہ حمد و ثنائے الٰہی بجالا کر فرمایا کیا
لاکرمکم حسبا و اطھرکم مولدا	ہوا ہے ان لوگوں کو جو درپے میری عیب
والضحکم فی الغیب لایسئلنی	جوئی کے ہیں قسم بخدا کہ میں تم سب سے حسب
احد منکم عن ابیہ الا و	میں بزرگ اور ولادت میں پاکیزہ اور غائبانہ
اخبرتہ فقام الیہ رجل	تم سب کا خیر خواہ ہوں جو شخص اپنے باپ کو
فقال من ابی فقال صلعم	پوچھے بتاؤنگا۔ ایک نے پوچھا میرا باپ
فلان الراعی وقام الیہ	کون ہے فرمایا فلاں چرواہا پھر دوسرا کھڑا
آخر فقام من ابی فقال	ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے؟ ارشاد
غلامکم اسود فقام الیہ	ہوا غلام سیاہ تمھارا پھر تیسرے نے کھڑی
الثالث فقال من ابی	ہو کر پوچھا۔ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا جس
فقال الذی تنسبت الیہ	کی طرف تو منسوب ہے۔ اب انصار نے
فقالت الانصار یا رسول	عرض کی یارسول اللہ! آپ معاف
اللہ اعف عنا عفا اللہ	کریں آپ کو خدا نے رحمدلی پر مبعوث کیا
عنک فان اللہ بعثک	ہے اور آپ کی خصلت یہ تھی جب آپ
بالرحمۃ فاعف عنا وکان	کلام کرتے شرمگیں ہوتے اور پسینہ پسینہ
النبی صلعم اذا تکلم استحیاء	ہو جاتے اور آنکھ بند کر لیتے جب
وعرق وغض بصرہ عن الناس	آپ سے لوگ کچھ باتیں کرتے۔ اب
حیاءً حین کلموہ فنزل فلما	منبر سے آپ اتر آئے اور درگذر فرمائی

كان في السحر هبط جبرئيل
بصحفة من الجنة فيها هريسة
فقال يا محمدؐ هذه عملها
لك الحور العين فكلها
انت وعلي و ذريتكما لا
يصلح ان يأكلها غيركم
فجلس رسول الله صلعم و
وعلي وفاطمة و الحسن والحسين
عليهم السلام فاكلوا فاعطي
رسول الله في المباضعة
من ذلك الاكلة قوة اربعين
رجلا فكان اذا شاء
غشي النساء كلهن في ليلة
واحدة الحديث و انما
ذكرت الحديث بطوله لجودة
محصوله وقد ثبت من هذا
الحديث انزجار نبينا و
شدة غضبه الى حد لم يرو
لنا مثله في قضية اخرى

پھر جب صبح ہوئی جبرئیل ایک کاسہ
خور دبہشت سے لائے بطور تحفہ کے یعنی
چھوٹا خوانچہ۔ اس میں ہریسہ (ھلیم) تھا اور
اور جبرئیل نے کہا یا محمدؐ یہ غذا آپ کے واسطے
حوروں نے پکائی ہے اس کو آپ اور
علیؑ اور آپ دونوں کی ذریت ہی کھائے
اور کسی کے لائق نہیں ہے اب وہ جناب
اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام نے
یکجا بیٹھ کر اس کو تناول فرمایا۔ اسی غذا کے
کھانے سے اس جناب میں قوت مجامعت
چالیس مردوں کی آگئی جب آپ چاہتے
ایک ہی شب میں سب ازواج سے ہم
بستر ہوتے۔ ہم نے پوری حدیث اس
واسطے نقل کی کہ اس سے فوائد چند
حاصل ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے
بخوبی ثابت ہوئی ناگواری خاطر اور
شدت غضب ہمارے نبی کی اس
قدر کہ شاید کسی واقعہ میں ایسی
نہ ہوئی ہو۔ با اینکہ کفار بدکرداری

من قضايا ه حتى ان الكفار
الهمزة لمزوه بكونه ابتر
اعنى مقطوع النسل وهذا
امر يهيج من استماعه طباع
الناس فطرة ولكن لم يشتد
غضبه هكذا الكون صنيعهما
هذا اورثا المفاسد كثيرة
نذكرها والداعى لهما الى
هذا السؤال المستهجن الذي لا
يجترأ عليه من له ادنى
حمية وهو غيرة امور
عديدة منها اعلان
عيب رسول الله كى لا
يرضى احد من الناس
بان يتزوج نسائه منه
فلا يحصل التاليف بين
القبائل من كثرة الازواج
الداعى مبيّنا الى
ذلك منها تسليط العائشة

حضور کو ابتر یعنی مقطوع النسل کہا اس
سے بھی ایسی ناگواری آپ کی منقول نہیں
ہے حالانکہ یہ کلمہ ایسا سخت ہے کہ آدمی
کی طبیعت اس کے سننے سے نفرت کرتی
ہے پس معلوم ہوا کہ سوال کرنا دونو کا
ام سلمہ سے بہت سے مفاسد پر شامل
تھا جن کو ہم لکھیں گے اور ان دونو کو
ایسے خراب سوال کرنے پر کہ جس پر ہرگز
کوئی غیرت دار جرات نہیں کر سکتا
اور کوئی ایسا آدمی جس کو ادنیٰ حمیت
اور تھوڑی سی غیرت بھی ہوگی۔ نہیں کر
سکتا چند امور ہیں۔ (۱) ازانجملہ اظہار
اسی عیب خاص کا جناب رسولؐ
میں تاکہ آئندہ کوئی اپنی عورتوں
کا آپ سے نکاح نہ کرے۔ پھر جو
تالیف قلوب آپ کو منظور ہے وہ نہ
ہو۔ اور یہ فتنہ عظیم تھا۔ (۲) یہی منظور
اُن کو تھا کہ عائشہ اور حفصہ کو
پورا تسلط امور خانگی میں ہو کر

ابوبکر و عمر کی
کارستانی

والحفصۃ فی الامور المزلسۃ
فلا یخفی علیھما سر من
اسرار نبینا ص ونستدل علی
ذلک بقولہ ص واذا اسر
النبی الی بعض ازواجہ
حدیثا الی آخر الایہ
ومنھا تخصیص ام سلمہ رض
من غیرھا فیہ ایضاً
اغراض فاسدۃ لانھا
کانت من یوم کونھا زوجۃ
لنبینا ص تری ان رسول
اللہ اشد حبا من
فاطمۃ وابنیھا فصارت
ام سلمۃ کانھا ام لھما
ھذا ابتغاء المرضات
نبینا ص وھذا کان من
البغض الامور لدیھما
فاختار الاغضاب نبینا ص
عن ام سلمۃ تلک الحیلۃ

کوئی راز آپ کا ان دونوں سے پوشیدہ
نہ رہی۔ یہ بھی نہایت خرابی کی بات
تھی اور بڑا مفسدہ پیدا ہوتا اور اس
دعوے پر میں وہ آیت پیش کرتا ہوں
خدا فرماتا ہے۔ جب چھپا کر نبی نے اپنی
بعض ازواج سے کوئی بات کہی۔
(۳) خاصکر ام سلمہ سے ان کا یہ سوال
کرنا اس میں چند اغراض فاسدہ ہیں
اسلئے کہ جناب ام سلمہ جس روز سے شرف
بزوجیت ہوئیں ان کو سابقہ سے معلوم
ہوا کہ جناب رسولؐ اپنی دختر فاطمہؑ اور
حسنینؑ کو زیادہ چاہتے ہیں لھذا ایسی
پیش آمد ام سلمہؓ نے ان سب سے
کی گویا ماں ہو گئیں محض بغرض
خوشنودی جناب رسول کے ان دونو
نے یہ حیلہ سوچا کہ ایسا سوال
ام سلمہ سے کرو جس کی سننے
سے جناب رسول ناراض ہوں
اور ام سلمہ کو بھی آپ سے کدورت

ظننا منهما ان رسول الله
يغضب لا محالة ويزجرهما
فيحصل لهما المراد ولكن
نبينا وام سلمة كليهما
لما كانا يعرفان فعالهما
عالمين بسوء ارادتهما فلم
يزجر احدهما من الاخر
بل انما اظهر النبي انزجاره
عن السائلين كما
علمت واجابت ام سلمة
بما كان فى نفس الامر
ولننظر الى ما قاله رسول
الله فى هذه الخطبة
التى يخاطب بها اياهما
ولو لم يصرح باسمهما فاول
ما قاله هو اظهار كرامة
حسبه وطهارة مولده و
كونه انصح لهم فى الغيب
وانما على طرف النقيض فيها

پیدا اور سارا کھیل بگڑ جائے فاطمہؑ اور
حسنینؑ کے آرام میں بھی خلل پڑے مگر ہمارے
نبی اور ام سلمہ چونکہ ان دونوں کی بدکرداری
سے واقف تھے اور ان کے ارادہ فاسد
سے آگاہ تھے دونو کو آپس میں کچھ رنجش
نہوئی اور انہیں دونو مفسدوں سے
جناب رسول نے ناراضی ظاہر فرمائی اور
ام سلمہ نے جواب میں امر واقع کو کہدیا
اب ہم دیکھیں کہ جناب رسولؐ نے اس
خطبہ میں کیا فرمایا کیونکہ خطاب توانھیں
مفسدوں کی طرف تھا اگرچہ ان کا نام
نہ لیا۔ پہلے جو ارشاد ہوا وہ اپنی کرامت
حسب اور طہارت ولادت کا اظہار ہے
اور یہ کہ میں پس پشت بھی تم سب کا خیرخواہ
ہوں یعنی حاضر غائب یکساں ہوں اور
تم دونو ان اوصاف کی نقیض پر ہو اسی
سوال کے کرنے سے تمھاری بدنیتی اور
پس پشت کی خیانت جو نفاق صریح
ہے ظاہر ہوگئی۔ کیا نفاق اور چیز ہے

بد لا له هذا السوال فكانه
يقول انى اعلم ما انتما
عليه من رذالة النسب
والحسب وخيانة فى الغيب
وهل هذا الا النفاق ثم
انظر ايها الاخ الى تائيد
الله سبحانه نبيه ص حيث
الهم الى ثلثة رجال ان
يسئلوا اسولة يناسب بحالهما
نصا قطعيا لاريب فيه كى
يحصل التصديق كما ادعاه
رسول الله صلعم فلما علم
الانصار ان غضب الحليم
شديد لا يذر صغيرا ولا
كبيرا الا ويفضحه اليوم
فضيحة تامة الحوا فى الاستغفا
كما سمعت من مقولاتهم
فعفى وترك الانتقام الذى
كان يريده صلعم وانما

اب دیکھو برادر کہ خدا نے اپنے نبی کی تائید
اس روز کیسی فرمائی کہ تین آدمیوں کے
دل میں سوالات کرنے کا الہام کیا دو
کا نسب خراب تھا اور تیسرا صحیح النسب
اور یہ بات کیسی پوری اتر گئی جناب
رسول کے دعوے کی سچائی ہیں کہ آپ
ہر شخص کے نسب اور حسب کو بخوبی جانتے
ہیں اور شیخین کے حسب اور نسب سے
بھی آپ بخوبی آگاہ ہیں یہ راز الٰہی ہے
جب انصار کو معلوم ہو گیا کہ آج غضب
حلیم کا سخت ہے کوئی چھوٹا بڑا بچ نہ سکے
گا جس کو آپ رسوا نہ کریں اسی وجہ سے
معافی مانگنے میں زیادہ اصرار کرنے لگے
چنانچہ اوپر تم سن چکے لہذا حضور نے
بھی معاف فرمایا اور جس انتقام کا ارادہ
تھا اس سے باز رہے۔ ہم نے طول کلام
اس قصہ میں اس وجہ سے کیا اور اپنی
اصلی غرض سے دور ہو گئے اس لئے
کہ تعدد ازواج کا اغراض جو ہمارے

وانما اطبنا الكلام بذكر
تلك القصة وخرجنا عن
موضوع البحث لان دفع
الشناعة عن نبينا اهم
واوجب علينا وعلى كل
مومن بنبوته وعصمته بقى
لنا البحث عن كثرة الازواج
التى ينتسب الى سيدنا الحسن
عليه السلام فنقول انكان
المورد دهريا لايدين بدين
الله فجواب ايراده ان كثرة
الازواج دليل على شدة
قوة المباضعة فى الابدان
السليمة عن الامراض فكيف
يكون قبيحا بل هى من اعلى
الصفات بحسب اصول
الفلسفة فكيف يقولون
انه امر قبيح والحال انكم
تشتهونها وان كان المورد

نبی پر ہے اس کا دفعیہ کرنا ہر شخص پر واجب
ہے جو ہمارے نبی کو معصیت اور خطا سے
معصوم مانتا ہو بحمد اللہ کہ جواب پورا ہوگیا
باقی رہے بحث کثرت ازواج سے جس کو
ہمارے امام حسنؑ کی طرف منسوب کرتی ہیں
اب ہم کہتے ہیں کہ اس فعل پر اعتراض
کرنے والا اگر دہریہ ہے اور کسی دین
کا قائل نہیں ہے اس کو اپنی فلسفہ
کے اصول پر پابند ہونا لازم ہے
چونکہ کثرت ازواج کثرت قوت
مردمی پر صحیح آدمی میں جو مریض
نہ ہو دلیل ہے اس سے بہتر کونسی
صفت ہے بلکہ یہ تو اعلی درجہ کی صفت ہے
کہ ہم سب اس کی تحصیل کے درپے ہو کر
اطبا کے در کی خاک اڑاتے پھرتے
ہیں تم اس کو عیب میں کیونکر شمار
کرسکتے ہو تمھارا تو عین مقصد یہی ہے
اور اگر معترض کسی دین پر ہے اور
اور خطا کاری کی نسبت انبیاء

من اهل الاوديان ولا
ينسب الخطاء الى الانبيا
عليهم السلام بل يعتقدهم
معصومين فنذكر له امر
داؤد نبيا عليه السلام اذ
كانت له تسع وتسعون
ازواجا وليس احد من
المليين طاعنا فيه من كثرة
الازواج بل يعده من
خصائصه فتكون معجزة
من معاجيزه سلام الله
عليه فكيف يطعن احد
منهم في كثرة ازواج
الحسنؑ والحال هذه. و
ان كان المورد مسلما بظاهر
الاسلام لسانا ويضمر في
قلبه النصب و البغضاء
من السبط الاكبر لنبيهؐ
فنذكر له مع كثرة ازواج

کی طرف نہیں کرتا بلکہ ان کو معصوم خطا
سے ہونا اس کا اعتقاد ہے پھر تو ہم
اس کو یاد دلائیں گے حضرت داود علیہ
السلام کی جن کی (۹۰) ازواج تھیں
اور کوئی دین والا ہرگز اس جناب پر
معترض نہیں ہے بلکہ اس کو خصائص
سے اس جناب کے شمار کرتا ہے پھر تو
یہ معجزہ ٹھیرا پھر کیسے امام حسنؑ پر اعتراض
کثرت ازواج کا ہو سکتا ہے جب کہ
یہ فعل اوصاف انبیاء علیہم السلام سے
ٹھیرا اب تو معترض کو امام حسن علیہ
السلام میں شان نبوت ماننا چاہئے
اور اگر یہ معترض بظاہر مسلمان ہے اظہار
اسلام زبانی کرتا ہے اور دل میں عداوت
سبط اکبر نبیؐ سے اس کو ہے تو اس کو
ہم علاوہ کثرت ازواج جناب داؤد
علیہ السلام کے اپنے نبی صلعم کی
کثرت ازواج کی یاد دہی کر سکے
اس پر زیادہ یہ امر ظاہر کریں گے

داؤد ع كثرة ازواج نبيناء
ايضا و نزيد عليه ان
نبينا لما كان آخر الانبياء
فيجب له ان يكون جامعًا
لكل ما اتصف به الانبياء
وكثرة الازواج ايضا من
صفات بعضهم ولم يكن
مرضيا عند الله لمصالح شتى
ان يتخذ نبينا ازواجًا
مثل نبينا داؤدؑ بل جرت
مشية سبحانه ان ذلك
الاستجماع يحصل له بتوسط سبطه
الاكبر كما اتو وصف الشهادة
الجهرية سبطه الاصغر۔
فلهذا اتخذ سيدنا الحسن
ازواجا كثيرة ليكون فعله
هذا متممًا ومكملا للاوصاف
الانبياء في جده صلعم ثم
لما منع الاسلام عن ابقاء

کہ چونکہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء تھے
ان کا جامع ہونا جملہ صفات انبیاء کا
واجب ہے اور کثرت ازواج بھی بعض
انبیا کے صفات سے ہے اور خدا کو
بسبب بعض مصالح کے جس کو وہی خدا
جانتا ہے اور کچھ ہم کو بھی معلوم ہے یہ
بات پسند نہ تھی اور اس کی مرضی نہ
ہوئی کہ ہمارے نبی اس قدر ازواج
نہ کریں جس قدر کہ جناب داؤدؑ کی
تھیں۔ بلکہ جاری ہوئی مشیت ایزدی کہ اس وصف کو
ان کا بڑا فرزند پورا کرے جسطرح کہ
چھوٹے نواسے نے وصف شہادت جہریہ کو پورا
کیا ہے لہذا امام حسن نے کثرت ازواج کو اختیار
کیا تاکہ آپ کا یہ فعل متمم استجماع اوصاف
انبیا ہو ذات میں جناب رسول کی ؂
اگر پدر نتواند پسر تمام کند
پھر چونکہ اسلام چار زوجہ سے زائد
باقی رکھنے کو مانع ہے لہذا کثرت
طلاق کی ضرورت ہوئی اور طلاق

ازيد من اربعة منكوحات
لما نعلم ماضطر الحسن الى
ان يطلق الزايدات على
الاربع فاندفع كلا الايرادين
اعني كثرة النكاح وكثرة
الطلاق نعم بقي ماقاله
المورد من منع عليؑ محتجا
على كونهما فعلا قبيحا فجوابه
ياتي ان منعهؑ انما كان
اختبارا وامتحانا لرضاء
قلوبهم او انزجارهم مع ما
يرون من كثرة الطلاق
فيرضون عن تزويج
نساءهم منه لاغراض صحيحة
نذكرها ام هم يكرهون فلما
لم ينتهوا مع نهي الامام المفترض
باطاعته دل ذلك على ان
النهي كان على غير الحقيقة
فان الخطاب بالمشافهة

اور طلاق زیادہ فرماتے رہے۔ یہ سبب
قوی دونو کا ہے یعنی کثرت نکاح اور
طلاق کا بنا برعقیدہ اہل اسلام اب
دونو اعتراض دفع ہو گئے ہاں باقی
رہا یہ شبہ جو معترض جناب امیرؑ کے
منع کرنے سے اس فعل کی برائی ثابت
کرتا ہے اس کا جواب آئندہ آتا ہے
جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے بغرض
امتحان دلی رضامندی یا ناگواری ان
لوگوں کی یہ منع فرمائی تھی کہ وہ لوگ
باوجودیکہ بکثرت اور بلا سبب طلاق کو
دیکھ رہے ہیں اور پھر اپنی عزیز عورتوں کی
ان سے نکاح کرنے پر راضی ہیں
بسبب چند اغراض صحیحہ کے جن کو ہم آئندہ
لکھیں گے پھر جب باوجود منع کرنے
امام واجب الاطاعت کے باز نہ رہے
یہی دلیل قوی ہے اس کی کہ یہ منع کرنا
سچ مچ منع کرنا نہ تھا اس لئے کہ خطاب
بالمشافہہ کا قاعدہ یہی ہے کہ سامنے

كما يفهمه الحضار لا يفهمه
غيرهم اما انتساب الحسد
المذموم الى الحسنؑ فلما
اثبتنا الضرورة الداعية
الى هذا الفعل فهو الجواب
التام لتلك الشبهة لكن
لكونه مرويا عن طرقنا ايضا
فنرى ان نفصّل القول
فى ذلك تفصيلا تكون
حاسما لتلك الوسوسة
فنقول بعد تسليم الرواية
وعدم كونها من مفتريات
الاعداء ان هذا الرجاء
كان رجاءً احسنا فى
نفسه ولا يتصف بالحسد
لان الحسد يكون فى
شئ موجود ولم يكن هذا
المرجو موجودا بعد وايضا
فالحاسد لا يكون على يقين

کے لوگ جیسا اس کو سمجھ لیتے ہیں اور
لوگ ویسا نہیں سمجھ سکتے۔ رہی حسد کی
نسبت جو امام حسنؑ کی طرف کی ہے
جب ہم نے ضرورت کثرت نکاح اور
طلاق کو ثابت کردیا وہی جواب کافی
ہے مگر چونکہ یہ روایت ہمارے علمائے
بھی درج کتب فرمائی ہے اور فضائل
میں داخل کیا ہے۔ اب ضرور ہے کہ
ہم اس کا جواب تفصیل سے دیں کہ مادہ
وسوسہ کو قطع کردے۔ ہم کہتے ہیں
بعد تسلیم صحت روایت کے اور بعد تسلیم
اس کے کہ یہ روایت افتراء دشمنان سے
نہیں ہے یہ امیدواری اچھی امید ہے
اور حسد سے موصوف نہیں اس لئے کہ
حسد موجود چیز کا ہوتا ہے اور یہ ابھی موجود
نہیں ہے یہ بھی فرق ہے کہ حاسد کو
یقین عدم حصول مراد پر نہیں ہوتا بلکہ
ہونا اور نہ ہونا دونوں کا احتمال ہوتا ہے
اور امام حسنؑ کو یقین اس کا تھا کہ یہ میرے

بعدم حصول ما يرجوه
والحسنؑ كان يعلم علماً يقيناً
بانه لا يتحقق رجاؤه وانما
فعله قصد يقا القول جده
كانه اراد انی مع كثرة الازواج
لم اجد امرأة كك واخی مع
قلة التزويج فاز بما اخبر
عنه جدی فجدی صادق
فی كل ما اخبر عنه فهو حق
وهذا التاويل انما يسلمه
المرء المسلم فهو من اقسام
الجدل والعلة فی مثل تلك
الامور التی كانت تصدر
عن الانبياء واوصيائهم
مع علمهم بالوقوع او عدم
وقوعها انهم سلام الله
عليهم كانوا المامورين من
عند الله سبحانه بمثل ذلك
الرجاء مثابون على محض

امید ہرگز پوری نہ ہوگی اور باوجود اس
یقین کے اس کے کرنے سے غرض یہ
تھی کہ سب دیکھیں گے باوجود کثرت نکاح
کے ایسی کوئی زوجہ مجھے دستیاب نہ
ہوئی۔ اور میرے بھائی امام حسینؑ باوجود
کمی تزویج پا گئے پس میرے نانا رسولؐ
نے جو جو خبر دی ہے ضرور سچ ہے اور
اور یہ تاویل ایسی ہے جس کو سوائے مرد
مسلمان کے اور کوئی نہ مانے گا لہذا
از قسم قیاس جدلی کے ہے اور سبب ایسے
افعال کا جو انبیاء اور اوصیائے برحق
سے صادر ہوتے تھے باوجود اس کے
کہ ان کو علم وقوع اور عدم وقوع کا تھا
یہ ہے کہ وہ حضرات خدا کی جانب سے
محکوم تھے ایسے امید کرنی ہیں اور امیدواری
پر ان کو ثواب خدا کی طرف سے ملتا تھا
گو بظاہر امید بیجا ہو تحصیل حاصل اور آرزوئے
محال کا اعتراض ان پر نہیں ہے
دیکھو ہمارے نبی کو باوجود معصوم اور

الوجاء الا ترى ان نبینا
مع کونہ معصوما مطھرا
اصطفاہ اللہ بالرسالت
لکن مع ذلک یتوب الی
اللہ ویستغفر ویرجو ویدعو
ویبتھل مثل المذنبین
صلوا علیہ وآلہ ویزید
حسن ظنک بسیدنا الحسن
ما فعلہ جدہ ایضا فی تلک
القصۃ بعینھا مع کونہ
عالما ومخبرا بان ذلک
الشرف مشرف بہ سبطہ
الاصغر لکن لما حملت
سیدتنا فاطمۃ بالحسن
وقرب زمان وضع حملھا
عرضت لرسول اللہ ص
حاجۃ الی المسیر فاوصی
بنتہ وقال یا فاطمۃ ان
وضعت ابنک ھذا فلا

مطہر اور رسالت سے آپ کو برگزیدہ
کیا مگر پھر بھی آپ توبہ اور استغفار کرتے
اور دعا اور تضرع مثل ہم گناہگاروں
کے فرماتے تھے درود ہو محمدؐ و آل محمدؐ
پر تمہارا حسن ظن بہ نسبت امام حسنؑ کے
اس فعل میں زیادہ ہوگا جب کارروائی
جناب رسولؐ کی اسی امر خاص میں سنوگی
کہ وہ جناب باوجودیکہ آپ کو علم تھا
اور اس کی خبر بھی دی تھی کہ یہ شرف خدا
نے امام حسینؑ کو دیا ہے مگر باوجود اس
کے جب جناب فاطمہؑ کو حمل امام حسنؑ کا
ہوا اور وضع حمل کا زمانہ قریب ہوا کہ ناگاہ
اس جناب کو عین وقت خاص میں احتیاج
ہوئی سفر کرنے کی پس جناب فاطمہؑ سے
فرمایا دیکھو جب یہ فرزند پیدا ہو تم اس کو
دودھ نہ پلانا پھر جب وہ جناب واپس
آئے اور جناب سیدہ نے کیفیت
ولادت امام حسنؑ اور اپنی بیتابی
اور دودھ پلانے کی سب بیان

ترضیعہ فلما رجع عن
سفرہ وکان الحسنؑ قد
ولد وارضعتہ فاطمۃ و
قصت علی رسول اللہ من
ارضاعہ قال ان الذی
قضاہ اللہ فھو کائن و
ھکذا وقع من الوصیۃ
والمسیر بالنسبۃ الی الحسینؑ
لکن فاطمۃ لم ترضعہ
فتدبر یا اخی فانہ کیف
اوصی فاطمۃ ومنع من
ارضاع الحسنؑ مع علمہ
الغامض بما یقع فان قلنا
انھم صلوات اللہ علیھم
انھم یومنون بقولہ تع یمحو
اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ
ام الکتاب فعوام الشیعۃ
ینکرونہ وبالجملۃ فھذا فعل
النبی وفعل سیدنا الحسنؑ

فرمائے۔ فرمایا جناب رسولؐ نے جو
کچھ خدا نے مقدر فرمایا ہے یعنی جو شرف
امام حسینؑ کو دیا ہے وہی ہونے والا
ہے اور یہی کیفیت وقت ولادت
امام حسینؑ میں گذری مگر ان کو جناب
سیدہؑ نے دودھ نہیں پلایا اب
خوب سوچو کہ باوجود علم یقینی
کے جو آپ کو بہ نسبت امام حسینؑ
کے مشرف ہونے کے تھا اور پھر
یہ فعل آپ نے کیوں کیا۔ پھر
اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حضرات اس
قول پر ایمان لائے تھے کہ
خدا کو اختیار ہے جس شئے کو
چاہے مٹا دے اور جس کو چاہے
باقی رکھے اس کی پاس لوح
محفوظ ہے یہ مسئلہ بدا کا ہے۔
تو عوام شیعہ اس کو نہ مانیں
گے کہ دقیق مسائل سے ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ یہ فعل ہمارے نبیؐ کا اور

كلاهما شرع سواء وليس
لمنازع ان يورد عليها
بعد ما دفعنا الايراد و
اثبتنا غرضا صحيحا وايضا
لما ثبت عصمتهم عن
الخطاء بالبراهين القطعية
فلم يبق لاحد مجال لايراد
الشبهات وهذا جواب
عام لكل الشبهات بقي
دفع الاستبعاد الذي
يعتري لكل من يسمع كثرة
الازواج ويعتقد انها
ينافي شانهم فانه يدل
على كثرة الاربة والشبق و
هم اصفياء الله فدفعه
هين اذا تأمل المستبعد
في معاشرتهم بالنساء
وانهم مع وجود تلك القوة
كيف كانت مباشرتهم

وہ فعل جناب امام حسنؑ کا باوجود
علم عدم حصول مراد کے دونو برابر
ہیں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور کسی معترض
کی مجال نہیں جب ہم نے جواب
شبہات دیدیا اور اغراض صحیحہ
ثابت کردئے اس پر طرہ یہ ہے
کہ ان کی عصمت دلائل قطعیہ سے
ثابت ہے اب کیا مجال ہے ایراد
شبہات کی باقی رہا دفع کرنا
اس شبہ کا جو عوام کو پیدا ہوتا
ہے جب کثرت ازواج کو ان حضرات
کے سنتا ہے اس کو عقیدہ میں
یہ فعل خلاف شان ان حضرات کے
معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ بظاہر کثرت
شہوت اور رغبت جماع پر دلیل ہے
اس شبہ کا دفع کرنا یوں آسان
ہے کہ ان حضرات کی کیفیت مباشرت
کو عورات سے دیکھئے کہ باوجود اسقدر
قوت کے پھر کیا حال تھا انکا عورات کی

من النساء هل كانوا مواظبين
في اداء طاعة الله وشغلهم
تادية امور الهداية واداء
حقوق الواجبة عليهم
وايضا بان نبينا ولو اعطاه
الله قوة اربعين رجلا في
المباضعة كما مر لكنه انما
تزوج من الثيبات عدا عائشة
وهو مناف للشبق وما كان
تفحصه لاجمل النساء نعم
قد اتفق تزويجه من امرأة
تسمى سناة من قبيلة بني
عامر بن صعصعة وكانت من
اجمل النساء في اهل زمانها
لمصلحة عظيمة نذكرها
لدفع ايراد الموردين في
خطبتها وهذا ما رواه في
الكافي عن الحسن البصري
انه قال ان عائشة وحفصة

ہم بستری میں بلکہ ان کی اوقات شبانہ
روز بھی اطاعت احکام الٰہی میں گذرتی
تھی اور اشغال ان کے ادائے امور
ہدایت خلق اور بجا آوری حقوق واجبہ میں
جو مناسب ان کے منصب کے ہے
پس یہ بھی دیکھو کہ ہمارے نبیؐ کو اگرچہ
خدا نے قوت چالیس مردوں کی
مباشرت عورات میں دی تھی چنانچہ
اوپر گذر چکا مگر باایں ہمہ آپ نے بیوہ عورات
سے نکاح کیا بجز عائشہ کے کہ وہ
حکمت عملی ان کے باپ کی تھی اور پورا
امتحان الٰہی حضور کا اس نکاح میں تھا
اور ہرگز آپ کو تلاش حسین اور جمیل
عورات کی نہ تھی ہاں اتفاقاً ایک
نہایت حسینہ جو قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ
سے تھی اسکا نام سناۃ ہے اس سے
آپ کا عقد ہو گیا بنا بر ایک مصلحت کے
جس کو ہم آئندہ لکھ کر جو اعتراض اس پر
ہے اسکو رد کرینگے یہ قصہ کافی میں حسن بصری

تحقیق نکاح سناۃ و قصہ
[illegible]

قالتا لتغلبنا هذه على
رسول الله بجمالها فقالتا لها
لا يرى منك رسول الله فلما
دخلت على رسول الله تناولها
بيده فقالت اعوذ بالله
فانقبضت يد رسول الله
عنها فطلقها هذا ما صنعتاه
ولنذكر ما صنع ابواهما
منها بعد وفات رسول
الله ليظهر عليكم المصلحة
ويندفع ايراد الموردين
انشاء الله وهو ان هذه
المرأة وامرأة اخرى وهي
الكندية كانتا من مطلقات
نبينا فلما قبض رسول الله
وولي الناس ابابكر
وقد خطبتا فاجتمع ابوبكر
وعمر فقالا لهما اختارا
ان شئتما الحجاب وان

سے مروی ہے حسن بصری کہتے ہیں
کہ عائشہ اور حفصہ نے باہم یہ بات کہی کہ
یہ عورت (سناۃ) اپنے حسن وجمال کی
وجہ سے ہم پر غالب آجائے گی جناب
رسول کی نگاہ میں۔ یہ سوچکر سناۃ سے دونو
نے کہا کہ تم کو جناب رسول بنظر پسندیدگی نہ
دیکھینگے۔ اس ابھارنے سے جب وہ جناب
رسول کی خدمت میں آئی آپ نے اس
کا ہاتھ پکڑا۔ کہنے لگی اعوذ باللہ یعنی میں
آپ سے راضی نہیں ہوں تب حضور نے
اپنا ہاتھ اس سے جدا کرلیا یا اس سے
اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ یہ تو پیش آمد عائشہ
اور حفصہ کے ہے اب آپ کی باپ کی
پیش آمد بہ نسبت اسی سناۃ کے اور مصلحت
دافع شبہہ ہم لکھیں وہ بری پیش آمد
شیخین کا اسی سناہ اور ایک دوسری
عورت سے جسکا نام کندہ تھا یہ ہے کہ
دونو طلاق یافتہ جناب رسول کی تھیں
جب آپ کی وفات ہوگئی اور لوگوں نے

شتما الباه فاختارا الباه فتزوّجتا فجذم احد الزوجين وجن الاخر قال عمر بن اذينه فحدثت بهذا الحديث زراره والفضيل فرويا عن ابی جعفر عليه السلم انه قال ما نهی الله عزوجل عن شئ الا وقد عصی فيه حتی لقد نكحوا ازواج رسول الله من بعده و ذكرهاتين العامرية والكندية ثم قال لو سألتم عن رجل تزوج ابوه امرأة فطلقها قبل ان يدخل بها اتحل لابنه لقالوا لا فرسول الله اعظم حرمة من آبائهم قلت انما ذكرت الحديث تصديقا لما ادعيت انهما وعائشة وحفصة لم يكن

ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور یہی دونو عورتیں خواستگار نکاح ہو کر خلیفہ کے پاس آئیں اور اپنی خواہش ظاہر کی ابوبکر و عمر دونو یکجا ہوکر ان سے کہنے لگے تمکو اختیار ہے چاہو پردہ نشین رہو بیوہ ہو کر اور چاہو نکاح کرلو دونو نے نکاح کرلیا مگر سزا ان کو ہتک حرمت رسولؐ کی یہ ملی ایک کا شوہر مجذوم اور دوسری کا مجنون ہو گیا عمر بن اذینہ یہ خبر زرارہ اور فضیل سے کہی ان دونو نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے آپنے فرمایا کہ جس جس امر سے خدا نے منع فرمایا اسی میں اسکی نافرمانی کی گئی تا اینکہ ازواج رسول اللہ سے بعد وفات آپ کی نکاح بھی کرلیا اور تمثیل انھیں دونو عامریہ اور کندیہ کا ذکر فرمایا پھر فرمایا اگر تم کسی سے پوچھیں جسکے باپ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مجامعت نہ کی کہ اسکو طلاق دیا ہو گیا اسکے پسر پر وہ عورت حلال ہو سکتی ہے جواب میں وہ کہے گا کہ نہیں ہوسکتی پس رسول اللہ کی حرمت تو کہیں زیادہ ہے

لهم شغل الا ان يوذون
رسول الله صلعم حيًا و ميتًا

و الغرض الثانی مقايستهما
من مطلقات سيدنا الحسنؑ
كما يا تيك نباه بعد حين
و الغرض الثالث اختلاف
حكم المطلقات فان الله
سبحانه يحفظ حرمة النبی
فی ذلك بعد وفاته ايضًا
فلهذا اجذم احدهما وجن
الآخر. والثالث اظهار
اساءة ارتكبها خليفة النبی
واشار اليه الصادق عليه
السلام وتمثل لهذا المثال
ولما فرغنا من ايراد امور
دالة علی ضرورة كثرة الطلاق
لسيدنا المحسن وكان قد
ادعينا بلوغ ذيبك الامرين
الی حد الضرورة عقلا و نقلا

باپ سے۔ میں لکھتا ہوں اس حدیث کو میں نے
اپنے قول کی تصدیق کی غرض سے لکھا ہے کہ یہ دو نو
اور عائشہ اور حفصہ چاروں کو بجز ایذا دہی جناب
رسولؐ کے اور کوئی شغل ہی نہ تھا زندگی ہیں جناب
کی اور بعد وفات کے۔ دوسری غرض میری یہ ہے
کہ ان دو نو مطلقہ جناب رسولؐ کی حالت کو مطلقات
امام حسنؑ سے قیاس کروں جیسا کہ انکی کیفیت
اب آگے بیان کرونگا تیسری غرض یہ ہے کہ خداوند
عالم حرمت ہماری نبیؐ کی ازواج کی نسبت بعد وفات
کے بھی محفوظ رکھتا ہے لہذا ایک تو مجذوم اور
دوسرا مجنون ہو گیا۔ چوتھی غرض اظہار گستاخی
اور بے ادبی ابوبکر و عمر کی ہے۔ چنانچہ امام صادق
نے کس پیرایہ میں اسکو ارشاد فرمایا ہے غور کرو
اور جب ہم فارغ ہو چکے ان امور کے ذکر
سے جو کثرت نکاح کی ضرورت ہماری نبیؐ میں
اور کثرت نکاح و طلاق کی امام حسنؑ میں تھے
دلیل عقلی و نقلی سے۔ اور ہم نے یہ بھی
دعوے کیا ہے کہ یہ ہر ایک امر ضروری تھا براہ
عقل و نقل اب لائق ہے کہ ہم اس کی تائید

تحقیق بنا ان نؤید لا بذکر
بعض الامور التمدنیۃ و
الاخلاقیۃ واھم ما نذکرہ
رفع الزام الحسد الذی
ینسب الی سیدنا الحسن
فانہ من اعظم الشبہات التی
یوقع الشک فی القلوب ولا
یخفی علیک ان احق من
یشکو الحاسد ویبغضہ
ویظھر شناعۃ الحاسد ھو
المحسود فانہ ھو الذی یضرہ
الحسد وفی ھذا الحسد الذی
ینسبونہ الی سیدنا الحسنؑ
ھو اخوہ الحسین علیھما السلام
فھل وصل الیک روایۃ
موضوعۃ ان الحسینؑ شکی
او اظھر امرا یدل علی کونہ
منضجرا ممتلئا حنقا و لو
بتاویل بعید کما یکون المحسود

بعض اصول تمدنی اور اخلاقی سے بھی کریں
اور زیادہ تر اہم یہ ہے کہ الزام حسد جس کی
نسبت امام حسنؑ کیطرف ہوتی ہے اس کو
رفع کروں اس لئے کہ یہ بڑا بھاری شبہ ہے
کہ قلوب عوام میں جاگزیں ہو جاتا ہے اور
اور اسی کو لوگ زیادہ بیان کرتے ہیں
اور عوام شیعہ متردد ہو جاتے ہیں۔ اور تم پر
مخفی نہیں ہے کہ زیادہ تر استحقاق شکایت
کرنے کا حاسد کے اسی شخص کو ہوتا ہے
جسکا حسد کیا جائے اور اسی کو حاسد سے
بغض ہوتا ہے اور حاسد کی برائی وہی ظاہر کرتا
ہے اور یہ حسد جس کی تہمت امام حسنؑ پر کیجاتی
ہے اس کے محسود امام حسینؑ ہیں پھر کیا کوئی
گڑھی ہوئی روایت بھی تم کو پہنچی ہے کہ امام
حسینؑ نے کبھی اپنے بھائی کا شکوہ فرمایا
کہ یہ میرے حاسد ہیں یا کوئی امر کبھی آپ سے
ایسا ظاہر ہوا جس سے ناگواری خاطر
آپ کی امام حسنؑ سے معلوم ہوتی جیسی
کیفیت خراب حاسد اور محسود میں ہوتی ہے

بالنسبة الی الحاسد فان
سلمنا ان علة کثرة النکاح
کانت ھو ذلک الرجاء لکن
الحسینؑ کان یحملہ علی احسن
المحالؔ کما ذکرتہ سابقا و ایضا
فان تزویج الحسین من شھر
بانویہ اولا فی المنام فی دار
ابیھا ثم مجیئھا مع الاساریٰ
قد وقع فی ایام خلافۃ
عمر بن الخطاب کما فی الکافی
او فی زمن خلافۃ عثمان
وقد بشر علیؑ فی یوم قدومھا
ابنہ الحسینؑ بعد خبرتھا
ایاہ و وضع یدھا علی
راس الحسینؑ بقولہ یا ابا
عبد اللہ لیلدن لک
منھا خیر اھل الارض
ومن ھذا الیوم تیقن الحضار
ان ما اخبر بہ النبی فقد

اب اگر ہم اس کو بھی تسلیم کریں کہ سبب
کثرت نکاح امام حسنؑ کو وہی امید تھی ابو
الائمہ ہونے کی مگر امام حسینؑ نے اس فعل کو
اپنے بھائی کے حسد پر نہیں محمول فرمایا
بلکہ کسی عمدہ غرض پر جیسا کہ ہم نے اوپر
بیان کیا ہے اس سے بھی ہماری رائے
کی تائید ہوتی ہے۔ (۲) ایضا نکاح
جناب شہربانو کا خواب میں امام حسینؑ
سے۔ یہ تو انکے باپ کے گھر میں ہوا اور
ان کا آنا ہمراہ قیدیوں کے زمانہ خلافت
خلیفہ ثانی میں بموجب روایت کافی کے
یا زمانہ خلافت عثمان میں اور اسی روز
جناب امیرؑ نے انکا نام شہربانو رکھا جب
انھوں نے امام حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھا
اور ان کو پسند فرمایا زوجیت میں وہ بشارت
جناب امیر کی یہ ہے کہ ای حسین ضرور یہ
زوجہ تمھارے واسطے ایسا فرزند پیدا
کریگی جو بہترین اہل زمین کا اپنے زمانہ
میں ہوگا اسی وقت کل حضار کو یقین

وقع فلا يمكن كثرة التزويج
عن الحسنؑ كونه لذلك الرجاء
عقلاً فان استمر بعد ذلك
ايضاً كما هو الظاهر فبالضرورة
لا يكون غرضه ما ينسب اليه
وهذا امر تاريخي ليس امر وهمي
فيتطرق اليه الشبهات فعليك
الرجوع الى مطالعة كتب السير
والتاريخ فحسب ولنقل بعد
ماقلناه وحررناه واعتذرنا
انه يمكن عقلاً ان يكون لسيدنا
الحسنؑ اغراض آخر يريد
حصولها لايقاع كثرة النكاح
والطلاق ويؤيد ذلك
الوقائع وهي انّيات و
الدلائل العقلية وهي
لميات (۱) منها تشريف
منكوحاته لانتسابهن
اليه بعد الطلاق بل

ہوگیا کہ خبر دہی جناب رسول کی جو بہ نسبت
امام حسینؑ کے ہوئی ہے سچی ہے اب
اس روز کے بعد پھر امام حسنؑ اس امید
سے تو نکاح نہیں کر سکتے اور اگر بعد اس
روز کے بھی آپکا یہ فعل جاری رہا ہرگز وہ
غرض نہوگی جس کو حسد کہا جاتا ہے اور
یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کوئی تجویز وہمی
نہیں ہے جس میں شبہ ہو وقوع اور عدم
وقوع کا۔ کتب سیر کو پڑہو۔ اب ہم بعد
ان اقوال کے جواب لکھ چکے اور عذر
ہائے صحیحہ لکھ چکے یہ کہتے ہیں۔ ممکن ہے
کہ جناب امام حسنؑ کو اور بھی چند اغراض
ہوں جن کی وجہ سے تائید اس کی ہوتی
ہے کہ یہ آپ کا فعل بھر گو نہ اچھا تھا اور
ان اغراض کو بکثرت نکاح و طلاق کرنے
کے اسباب ہونے کی قابلیت تھی اور واقعات
نے اس کو ثابت کر دیا اور دلیل عقلی بھی
اس کی ہم لکھیں (۱) ازآنجملہ ایک یہ ہے
کہ اپنی منکوحات کی عزت افزائی آپ کو

وبعد الموت ایضاً کما روی
عن رباب بنت امرء القیس
زوجۃ الحسینؑ فانہا سلام
اللہ علیہا قد خطبہا اشراف
القوم فامتنعت قائلۃً لا
یعجبنی ان اکون زوجۃ لاحد
بعد ان کنت زوجۃً لابن
رسول اللہ صلعم وظنی
انّہا کانت طالبۃ للشرف
الدنیوی والاخروی کلیہما
اما الدنیوی فلکرامۃ نسب
الحسینؑ واما الاخروی فلما
روی عن النبی صلعم انہ
قال کل سبب ونسب ینقطع
یوم القیٰمۃ الا سببی ونسبی
فکرھت رباب ان ینقطع
ذٰلک السبب ویوید ما
قلناہ حضور مطلقات الحسنؑ
مشیعات لجنازتہ فھل

منظور تھی جو بعد طلاق بلکہ بعد موت بھی باقی
رہی کہ آپ کی زوجیت سے منسوب ہونگی
دیکھو حال جناب رباب کا کہ بعد شہادت
امام حسینؑ کے اشراف قوم نے انسے درخواست
نکاح کی مگر وہ باز رہیں اور یہی کہتی تھیں مجھ
پسند نہیں ہے کہ میں جناب رسولؐ کی بہو
ہو کر پھر اور کسی کی زوجہ کہلاؤں میرا گمان
ہے کہ جناب رباب شرف دنیا اور آخرت
دونو کی طالب تھیں۔ دنیوی شرف تو ظاہر
ہے کہ جناب امام حسینؑ کیسے عالی نسب
کی زوجہ تھیں اور شرف اخروی یہ ہے
کہ جناب رسولؐ نے فرمایا ہے ہر ایک
نسب اور سبب بروز قیامت قطع ہوگا
مگر میرا نسب اور سبب کہ یہ باقی رہیگا
جناب رباب کو ناپسند ہوا کہ اس رشتہ
کو توڑ دیں۔ اسی ہمارے گماں کی تائید
کرتا ہے حاضر ہونا مطلقات امام حسنؑ کا
آپ کے جنازہ پر۔ کیا تم نے کسی طلاق
یافتہ عورت کو سنا ہے کہ جنازہ پر طلاق دینے

سمعت امرءة مطلقة تحضر
مشیعة لجنازة مطلقها و
ای دلیل اقوی یدل علی
صحة ما ادعیناه فلما
لم یکن الطلاق والموت
مانعا لانبساطهن الیه فما
ظنک فی کونهن راغبات
الی النکاح والا فان الطلاق
ولاسیما اذا وقع بلا سبب
هو من احد اسباب للبغض
والعداوة وهذا الذی
ذکرته سبب قوی لرضاء
اولیائهن مع ما کانوا یرونه
من کثرة الطلاق ومن
اول الدلائل علی الرضاء
وخلوص الاعتقاد ان
واقعة تجهیز الحسن واقعة
من اعجب الوقائع حیث
لم یقع مثلها واقعة اخری

والے کے حاضر ہو اور اس دلیل سے
زیادہ اور کونسی دلیل ہمارے اس خیال
کے صحیح ہونے پر ہو سکتی ہے۔ پھر جب
طلاق بلکہ موت بھی ان عورات کو اس
نسبت سے بطرف امام حسن کے مانع
نہوے اب ان کی رغبت منکوحہ ہونے
پر کیسے ہو گی لہذا باوجود مشاہدہ طلاق
کے منکوحہ ہونا قبول کرتی تھیں حالانکہ
طلاق جو بدون کسی سبب کے ہو ضرور موجب
بغض کا ہوتا ہے اور یہی سبب قوی ہے
کہ ان عورات کی ورثہ بھی راضی تھے اور
مانع نکاح سے نہیں ہوتے تھے کثرت طلاق
دیکھ کر۔ اور ایک بڑی قوی دلیل ان عورات
کی رضامندی اور خلوص عقیدت پر یہ ہے
کہ واقعہ دفن امام حسن عجیب واقعہ ہے شاید
کوئی واقعہ دوسرا دنیا میں ایسا گذرا ہو کیا
تم بھول گئے کہ آپ کے دشمن عائشہ کی
اغوا سے آپ کے دفن کو پہلوئی قبر جناب
رسول میں منع کرکے آمادہ فساد تھے

فی الدنیا أتنیت ان اعدائہ
باغواء عائشۃ کانوا یمنعونہ
من ان یدفن فی جنب
قبر جدہ ویرمون جنازتہ
بالسہام وحان ان یقع
حرب عظیم بین فئتین
لکن الحسینؑ امتنع عن
المحاربۃ لوصیۃ اخیہ المظلوم
بذلک فمع تلک الحالۃ
المشئومۃ التی یفر المرء
من اخیہ وصاحبتہ وبنیہ
حضور المطلقات لتشییع
جنازتہ المرمیۃ بالسہام
لایمکن الا من الخلوص
الخالص تقربا الی اللہ سبحانہ
وتادیۃ لمودۃ القربی المنصوصۃ
فی قولہ تعالیٰ قل لااسئلکم
اجرا الا المودۃ فی القربی الایہ
جزاهن اللہ احسن الجزاء

اور تیر باراں جنازہ کو کردیا تھا اور وہ گھڑی
آگئی تھی کہ دو نو گروہ میں جنگ واقع ہو مگر
مگر جناب امام حسینؑ نے سب کو روکا اور
لڑنے سے باز رہے بنظر اسی وصیت امام حسنؑ
کے جو آپ کو کر گئے تھے کہ اگر میرے دفن
کو قریب قبر نانا کے منع کریں۔ تم ضد نہ کرنا
پھر ایسی خراب حالت میں کہ بھائی بھائی اور
شوہر زوجہ سے اور باپ اپنی اولاد سے
بھاگتا ہو ان عورات طلاق یافتہ کا ایسے
جنازہ پر آنا جو تیروں سے غربال ہو رہا
ہے ہرگز ممکن نہیں بدون خلوص عقیدت
اور قربت الی اللہ کے اور ادا کرنے حق
مودت قربیٰ کے جس کو قرآن صاف کہہ
رہا ہے۔ کہدو ای محمدؐ میں تم سے سوائے
دوستی اہلبیت کے اور کچھ اجر نہیں چاہتا
خدا ان مومنات کو نیک اجر عطا فرمائے
اور عطا کرچکا ہم نے واقعہ حضور مطلقات
میں طول مقال اس لئے کیا کہ یہ امر عجیب
ایسا کہ اس روز تک کبھی واقع نہیں ہوا

وقد فعل وانما اطبنا الکلام
فی واقعۃ حضورهن لان
هذا الامر الغریب الذی
لم یقع الی یومہ هذا برهان
قاطع علی ان فعل سیدنا
الحسنؑ انما کان لاظهار امور
ومصالح التی مر ذکرها فلا
نعیدها۔ ومع صدور هذا
الامر الغریب القامع للشبهات
الحاسم لمواد الایرادات فی الموارد
مکابر معاند للحق عنود کنود
وکما ان تلک الواقعۃ دافعۃ
للشبهات لکن یدل علی
کون سیدنا الحسنؑ عالما بعواقب
الامور وحصول النتائج المطلوبۃ
من کثرۃ الطلاق مع کون هذا
الفعل مستکرها عند الطبائع
کلها لولا ان یلهم اللہ قلوب
النساء بما الهموا یاهن وانما

دلیل قطعی اس کی ہے کہ یہ فعل امام حسنؑ کا
محض بغرض اظہار ان مصالح کے تھا جس
کو ہم اوپر لکھ چکے اب ان کو دوبارہ کیوں
لکھیں پھر باوجود صادر ہونے ایسے امر عجیب
کے جو قاطع شبہات اور مادہ اعتراض
کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے مگر معترض باز
نہیں آتا لہذا یہ معترض مکابر اور حق کا دشمن
کینہ کش ہے۔ پھر جسطرح یہ واقعہ دافع
شبہات ہے اسی طرح پوری طور سے دلالت
کرتا ہے کہ امام حسنؑ کو علم تھا کہ عجائب امور اور
نتائج جو کثرت نکاح اور کثرت طلاق
سے ہونگی اور جن اغراض مفیدہ کے
حاصل ہونا ہمکو مطلوب ہے سب پورے
ہونگے اور نتائج کثرت سے طلاق کے
ہیں سب حاصل ہوں گے باوجودیکہ یہ
فعل فطرتاً ناگوار ہر انسان کو ہے مگر کسی
کو ناگوار نہ ہوگا۔ پھر اگر قلوب مطلقات
کو الہام ربانی ہوتا کیسے اسکو گوارا کرتیں
ہم نے جو امام حسنؑ کو عالم ربانی کہا اس کی

قلنا کون الحسن عالماً ربانیاً
لانہ علم رضاء القلوب مع کونہ
مخالفاً لجری العادۃ و لہ عندی
سببان عقلی و اعتقادی اما
العقلیؔ فهو ان المطلقات و
اولیائهن یکفی لهم الفخار
والشرف من حصول الانتساب
الیہ واما الاعتقادی فما مرّ منّا
نقلہ وهو قول نبینا صلعم بعدم
زوال الانتساب الیہ یوم القیمۃ
نسباً وسبباً فالمومنون الموقنون
بما قالہ النبی کانوا مدی الازمان
یرتقبون ذلك ولو کانوا یوقنون
بوقوع الطلاق هذا هو التاویل
عندی وارجو من اللہ سبحانہ
ان یحقق ظنی یوم القیمۃ فیعطی
سیدنا الحسن خیرۃ فی الشفاعۃ
فیدخل کل مطلقاتہ المومنات
فی الجنۃ لکونهن راضیات عما

دلیل یہ ہے کہ آپ کو بخوبی معلوم تھا کہ میری
اس فعل مخالف عادت سے کوئی عورت
ناراض نہوگی اور اس کے دو سبب ہیں
عقلی اور اعتقادی عقلی سبب تو ظاہر ہے
کہ مطلقات اور انکی سرپرست سب کو یہ فخر
اور شرف کافی تھا کہ محض نکاح میں آنے
سے نواسہ رسول کی کیسی عزت ان کو
حاصل ہوتی ہے - رہا سبب اعتقادی یہ
وہی حدیث ہے جس کو ہم اوپر نقل کر چکے
کہ جناب رسولؐ نے فرمایا بروز قیامت جس کو مجھ
سے نسبت براہ سبب یا نسب کے ہے
وہ زائل نہ ہوگی پس وہ لوگ آپ کے
فرمانے کو سچ جانتے تھے ان کو ہمیشہ سے ہی
کا انتظار تھا کسی طرح حضور سے انتساب
پیدا ہو اگرچہ بعد نکاح طلاق بھی ہو جائے
یہ تاویل میرے گمان میں ہے اور خدا
سے مجھے امید ہے کہ میرے اس گمان
کو بروز قیامت سچا کردے اور جناب
امام حسنؑ کو ایسا اختیار شفاعت میں عطا

فعل بعض وهو امر مستهجن على
الظاهر موهن بشانهن ومما
يدل على كون هذا الفعل من
معاجيز سيدنا الحسنؑ ان الفطرة
التي فطر الناس عليها هي انّ
الرجل الصحيح بالصحة الجسمانية
اذا غشي امرأة صحيحة فهي تحبل
بالضرورة ولا يتخلف هذا الحكم
الضروري عن خمسة من مائة هذا
ما قلناه هو اقل الاوساط ويزداد
اعداد الحوامل ان كانت ابكارا
كما يحكم به اصول الطب وهذه
المطلقات الابكار مع كون عدادهن
يرتقي الى ثلثمائة لم تحبل واحدة
منهن فهل تقتضي العجب ازيد
من تلك الواقعة وهل يجترى
احد من المكابرين الموردين
على ان ينكروه من كونه امرا معجزا
فان كان عندك ايها المورد

فرمائے کہ ایزد ان مطلقات مومنات کو
جو آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئیں سب کو داخل
بہشت اپنی جوار میں کریں اس لئے کہ وہ
راضی رہیں طلاق پانے پر جو بظاہر بری
بات ہے اور خلاف شان ان کے تھی۔
ایک اور دلیل اس کی کہ یہ واقعہ معجزات
اور کرامات سے امام حسنؑ کے ہے وہ یہ واقعہ
ہے کہ فطرت انسانی یہی ہے کہ جب کوئی
مرد صحیح البدن کسی عورت صحیح الجسم سے ہم بستر ہوتا ہے
وہ عورت حاملہ ہوجاتی ہے اور یہ حکم بحساب
اوسط فی صدی پانچ میں تو کبھی غلط نہیں
ہوتا ہے اور ہم نے یہ اوسط جو لکھا ہے بہت
کم ہے بلکہ فیصدی دس بھی ہوتا ہے اور اس
سے بھی زیادہ حاملہ عورات کا شمار اور بھی
زیادہ ہوتا ہے اگر وہ باکرہ ہوں جیسا کہ اصول
علم طب سے ثابت ہے اور یہ سب مطلقہ عورات
باکرہ تھیں اور باوجودیکہ ان کا شمار تین
سو تک پہنچتا ہے اور ایک بھی حاملہ نہ ہوئی پھر
کیا اس واقعہ سے زیادہ اور بھی تعجب خیز واقعہ

المعاند حیلۃ فصاحت بها وقد
عرض علی بعض تلامذتی ایراد
محصلہ ان بعض الرجال مدی
اعمارھم یضاجعون زوجتھم و
لا تحبل وان بلغ عداد مقاربتھم
الی الف مرۃ فیمکن ان یکون
السبب المانع للحبل فی تلک
المطلقات ایضا وھو ذلک السبب
فقلت ھذا قیاس مع الفارق
فان المفروض فی الایراد واحدۃ
وتقییس الواحدۃ بثلثمائۃ مختلفۃ
الطبائع فاذا سمعت ودریت
ما ذکرنا من الدلائل والبراھین
فعلیک ان تعلم علۃ ھذہ العلل
والاسباب وھی مبرھنۃ فی علم
المبدأ والمعاد وھی ان اللہ سبحانہ
من یحتبہ بالرسالۃ او الامامۃ
ویصدر عنہ فعل ھو ھن بشانہ
علی الظاھر فیجب علی اللہ ان یظھر

کوئی ہی اور کیا کسی ہٹ دھرم متعرض کی
جرأت ہی کہ اس کی معجزہ ہونے سی انکار
کری پھر اگر تمھاری پاس ای متعرضین کوئی
حیلہ ایسا ہو یا کوئی فلسفی دلیل ایسی ہو
جس سی اسکا معجزہ ہونا مشکوک ہو جائی
لاؤ اس کو ہم بھی تو سنیں۔ مجھ پر ایک میری
تلمیذ فلسفی نے اس دلیل پر یہ شبہ وارد
کیا کہ بعض آدمی ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ
تمام عمر اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوتے ہیں مگر
وہ عورت حاملہ نہیں ہوتی اور شمار ہم بستری
کا ہزار بلکہ زائد ہوتا ہی پس ممکن ہی کہ جو
سبب مانع حمل کا اس میں ہو وہی سبب
ان مطلقات میں بھی ہو میں نے کہا کہ یہ
قیاس مع الفارق ہی اس لئی کہ تم نے ایک
عورت فرض کی اور یہاں تین سو عورات
ہیں جنکے طبائع اور مزاج جدا جدا پھر
تین سو کا قیاس ایک پر کیسے درست
ہو سکتا ہی جب تم سن چکے اور سمجھ
چکے جو دلائل ہم نے لکھے ہیں اب

معه او بعده امراً معجزاً يرفع شأنه
ويزيل الشبهات التي تورد
عليه فان لم يفعل ذلك له
بطل امر الهداية لكون النبي
مطعوناً منسوباً الى الرذالة و
هذا قوله سبحانه الله وليّ الذين
آمنوا يخرجهم من الظلمات الى
النور فصدور الخوارق المذكورة
بعد فعله الحسن انما هو معلول
لتلك العلة وهذا الذي ذكرته
يعم صدوره في كل واقعات الانبياء
والاوصياء الاصفياء سلام
الله عليهم وقد فصلنا ذلك
البرهان في بعض كتبنا .

تتمة مهمة

واذا دفعنا تلك الشبهات
واثبتنا ان ما يظنه المعاند فعلاً
شنيعاً فهو في نفس الامر من
الافعال الحسنة الواجب فعلها

تم پر واجب ہے کہ سبب ان واقعات اور معجزات
کا بھی معلوم کرو اور یہ سبب ہماری علم کلام بحث
نبوت میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کریم جب کبھی
اپنے بندہ کو نبی یا امام مقرر فرماتا ہے اور اس
بندہ برگزیدہ سے بضرورت کوئی ایسا فعل واقع
ہوتا ہے جو بظاہر اس کی شان کے خلاف ہو
پس اسی فعل کے ہمراہ یا اس کے بعد خدا
ایک امر معجز بھی پیدا کر دیتا ہے جس سے اس بندہ
کی شان بلند ہو جائے اور جو شبہات جاگزین
خاطر ہوں سب دفع ہو جائیں پھر خدا ایسا اگر
نہ کرے امر ہدایت باطل ہو جائے اس لئے
کہ نبی اور امام بدنام ہو جائیں اور منسوب بہ
رذالت ہوں اور یہی مراد ہے قول خدا کی فرماتا
ہے کہ مومنین کو خدا ظلمات سے نکال کر بطرف نور
کے لیجاتا ہے یعنی ان کی بدنامی کو نیکنامی سے بدلتا
ہے پس ان کرامات کا واقع ہونا بعد اس فعل
کے جسکو امام حسن نے کیا اسکی دلیل یہی ہے اور یہ
بات جملہ انبیا اور اوصیاء کے واقعات میں برابر
پاؤ گے اور ہم نے اسکی تفصیل اپنی بعض کتب

عند العقل الصحيح وايضا
اثبتنا كون الحسن صاحب
المجد والعالم بعواقب الامور
فيجوز لنا ان نروى رواية
تدل على كرامته وايضا على
انه كيف كان يحب اخاه
اعنى الحسين الذى يراه
المورد محسود اله والحديث
مروى فى الكافى عن ابى عبد
الله عليه السلام انه قال ان
الحسن قال ان لله مدينتين
احدهما بالمشرق والاخرى
بالمغرب وعليهما سور من حديد
وعلى كل واحد منهما الف
الف مصراع وفيها سبعون
الف الف لغة يتكلم كل لغة بخلاف
لغة صاحبها وانا اعرف جميع
اللغات وما قبلها وما بينها
وما عليها حجة غيرى وغير

میں مع تمثیل کے بخوبی لکھی ہی خصوصًا کتاب
ماتین ہیں۔

تتمہ ضروری

جب ہم نے شبہات کو دلائل عقلیہ سے دفع کردیا
اور ثابت کردیا کہ معترض جو کثرت نکاح اور طلاق
کو فعل قبیح سمجھتا ہی دراصل یہ نسبت امام حسنؑ کے
وہ فعل نیک ایسا ہی کہ اُسکا کرنا آپ کو براہ عقل
واجب اور ضروری تھا اور یہ بھی ہم نے ثابت کردیا
کہ وہ جناب بزرگ شخص ہیں اور آئندہ امور کی واقع
ہونی کی عالم ہیں اب ہمکو بنظر اصول مناظرہ جائز ہوے
ایک حدیث بھی لکھیں جو ان کی بزرگی پر دلالت
کری اور یہ بھی اُس سے معلوم ہو کہ امام حسنؑ کو اپنے
بھائی امام حسینؑ کی کسقدر محبت تھی جن سے حسد کرنا
یہ معترض کہتا ہی وہ حدیث کافی میں جناب صادقؑ
سے مروی ہی آپنے فرمایا کہ امام حسنؑ نے کہا کہ خدا
کی خدائی میں دو شہر ہیں ایک پورب میں اور دوسرا
پچھم میں اور دونو کی شہر پناہ لوہے کی ہی اور ہر ایک
شہر پر ہزار در ہزار دروازے اور ہر دروازہ پر ہزار
در ہزار کینواڑے لگے ہیں اور دونو شہروں میں ستر

اخی الحسین علیہ السّلام اقول
ھذا الحدیث وامثالہ ممایتطرق
الیہ الشبھات لعدم وجودھما
فی مثل زماننا ھذا وقد ساح
السیاحون الی حد لم یبق قطعة
من قطاع الارض الاوراوودھا
ولم یجد ومن ھاتین اثرًا
فلذلک ینکرون صحتہما ورد
فیہ وجوابہ ان کثیرا من الموجودات
التی اخبر بھا ھداتنا کان
الناس ینکرونھا ولکن الآن
فھم یسلمون وجودھا۔ وقد
اتفق جمیع العقلاء لاتمانع
بینھم علی ان عدم الوجدان
لایدل علی عدم الوجود علی
انہ لم یرد فی ھذا الحدیث
ان ھاتین المدینتین موجودتان
علی ارضنا ھذہ بل محل وجودھما
لم یذکر فیہ فعسی ان تکونا فی

ہزار در ہزار زبانیں ہیں ہر ایک اہل زبان اپنی
ہی زبان میں بولتا ہی اور میں اُن سب زبانوں کو
جانتا ہوں اور دونوں شہر ونسے آگے اور انکے درمیان
ہیں اور خود ان شہروں پر کوئی حجت خدا بجز میرے
اور میری بھائی حسینؑ کے نہیں ہیں کہتا ہوں
یہ حدیث اور مثل اسکی اور بھی چند احادیث ایسی
ہیں جنکی صحت میں تمام طبائع کو شبہ ہوتا تھا
اسلئے کہ اُن کا پتہ نہ ملتا تھا حالانکہ سیاحان
یورپ نے ایک چپہ بھر زمین کو اپنی سیاحت
میں نہیں چھوڑا اگر ان دونوں شہروں کا
پتہ نہیں ہی لہذا حدیث کی صحت سی انکار
کرتے ہیں اور جواب اس کا یہ ہی کہ بہت سی
چیزوں کی خبر دی ہی ہماری ہادیان برحق نے
موجودات زمین اور آسمان سی دی کہ اب
ترقی تجارب سی ان کا وجود بخوبی ثابت ہو رہا
ہی کتب علم ہیئت جدیدہ کو پڑھو۔ تمام عقلا کا
اس پر اتفاق ہی کسیکو اس سی انکار نہیں ہی کہ جو
چیز ہمکو ابھی نہیں ملی ہی وہ در اصل موجود نہیں
ہی شاید آئندہ ملجائے علاوہ بریں اس حدیث

ارض اخرى واما كون سودها
من الحديد فلا يرتاب فيه
من يعتقد ان الشمس مركبة
من ثمانية عشر فلزات منها
الحديد وعلى الجملة فهذا الحديث
دل على كون الحسنؑ عارفا بحق
اخيه وهو كونه حجة من
حجج الله والحجة يجب كونه
معصوما فيستحيل كونه
حاسدا وهذا دليل مقنع
ذكرناه بعد ذكر البراهين
القطعية فلا يسوغ للمتدرب
باصول علم المناظرة مليا
كان او دهريا انكاره
ولنختم الرسالة على الحمد
لله والشكر له والصلوة على
الانبياء سيما نبينا محمد وآله
الاصفياء۔

میں اسکی تصریح نہیں ہی کہ وہ دونوں شہر اسی ہماری
زمین پر آباد ہیں بلکہ مقام ان کا مذکور نہیں ہی شاید
کسی اور زمین پر ہوں رہا لوہی کی شہر پناہ کا شبہ
اس میں وہ شخص جس کا یہ عقیدہ ہی کہ آفتاب
مرکب ۱۸ دہاتوں سے ہے بلکہ زیادہ وہ کیسے
انکار کرسکتا ہی کہ لوہا سوائے اس زمین کی کہیں
اس کا وجود نہیں۔ بلکہ اب تو یہ دہات ہر جگہ موجود
ہی۔ اور خلاصہ یہ ہی کہ یہ حدیث دلیل ہی اس پر کہ
امام حسنؑ اپنی بھائی امام حسینؑ کے حق کو خوب پہچانتے
تھے اور وہ حق یہ ہی کہ ان کو حجت الٰہی جانتے تھے
اور حجت خدا کو معصوم ہونا واجب ہے لہٰذا
محال ہی کہ حاسد ہو اور یہ دلیل اقتناعی ہی
ہم نے اسکو بعد ذکر دلائل قطعیہ کے وارد کیا
ہی اب اُسکا انکار کرنا جائز نہیں اس شخص کو
جو اصول علم مناظرہ کو خوب جانتا ہو کسی مذہب
پر ہو یا دہری ہو۔ اب ہم رسالہ کو خدا کی حمد
اور بجا آوری شکریہ اور درود پر انبیا خصوصًا
ہماری نبی محمدؐ اور ان کی آل پاکیزہ ختم کریں۔

گئے اور حالات تسخیر ارواح وغیرہ - اس کتاب کا لطف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - طبع اول کی قیمت ۱۲/ تھی مگر طبع دوم میں اسکی قیمت صرف ۸/ مقرر کی تاکہ ہر ایک اہل علم کے پاس یہ کتاب ہو ۔

انتصار الاسلام جلد دوم اس کی خوبی و تعریف جلد اول کے حالات سے معلوم ہو جاتی ہے قیمت ۱۲/

ماتین فی مقتل الحسین علیہ السلام جلد اول - ہر دو حصہ جس کی تقطیع کلاں پر ۸۰۰ صفحہ ہیں - اس کتاب میں علامہ موصوف دام ظلہ نے علوم قدیمہ و جدیدہ و دلائل عقلی و نقلی سے ان تمام شبہات و اعتراضات کے دنداں شکن جواب دئے ہیں جو مخالفین اسلام نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارہ میں کی ہیں - اور کتب معتبرہ سے واقعات شہادت ایسے ایسے تحریر فرمائے ہیں جو اور کسی کتاب یا مقتل میں نہ ہونگے - اصلی قیمت ۱۲/ رعایتی ۸/ یہ مفت کی برابر ہے -

ماتین فی مقتل الحسین علیہ السلام جلد دوم - تعریف مضامین کتاب مثل جلد اول قیمت ۸/ -

" " " جلد سوم مضامین کتاب مثل جلد اول و دوم قیمت صرف ۸/ -

اجابت السائل - اس میں حال ملاقات جناب امام حسینؑ اور جناب خضرؑ بصورت اعرابی سوال و جواب ہر دو حضرات نصف کالم میں اصل عبارت عربی نصف میں اردو ترجمہ - قیمت ۲/ -

رسالہ جعفریہ - اس میں جناب علامہ نے ۶۰ شکلیں وضو کی ثابت کی ہیں اس وقت تک اردو میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی قیمت ۴/ -

فہرست دیگر کتب جو ہمارے یہاں سے مل سکتی ہیں -

حیات دبیرؒ (۱) جسمیں حضرت دبیرؒ کے صحیح حالات ہیں (۲) حضرت دبیر کے معاصرین اہل علم شعراء کی حالات (۳) کلام دبیرؒ کے مقابلہ میں کلام شعراء اردو - فارسی - عربی (طرز کلام بعض شعراء یورپ (۴) صنائع و بدائع شاعری معلوم کرنیکی ضرورت (۵) ہر قسم کی سنگین و فصیح و دقیق و بلیغ و سہل الممتنع نظم (۶) مولوی شبلی کے اعتراضات مندرجہ موازنہ کی تردید (۷) لکھنو کے شاہی زمانہ کی مجالس کی کیفیت کا نظارہ (۸) ایشیائی شاعری کے ہر ایک قسم کے نمونے (۹) اردو زبان سے واقفیت ہو چ

عجیب و دلچسپ کتاب ہے قیمت ڈیمی کاغذ تین روپے (سےعہ) سرامپوری کاغذ دو روپے آٹھ آنے (عہ۸)

۲۶×۳۰ تقطیع ۹۰۰ سو صفحہ

حیات دبیرؔ جلد دوم۔ قیمت عہ +

مفاد آخرت۔ توبۃ النصوح مصنفہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی مرحوم بہت ہی مقبول و مفید کتاب ہے اور بسبب اپنی خوبی کے کئی بار طبع ہوئی (اولاد کو نیک چلن بنانا اور خدا کیطرف راغب کرنا ایسے طریقہ سے لکھا ہے کہ پڑھنے والے کے دلمیں ضرور اثر کرے) اس کتاب کو احباب کی التجا و اصرار سے عالیجناب مولوی سید امیر حسن صاحب دام اقبالہ المتخلص بفروغ وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے نظم میں لاکر اسکی خوبی کو دوبالا کردیا جیسی عمدہ کتاب ہے ویسی ہی عمدہ تیار ہوئی۔ قیمت فیجلد عہ روپیہ مگر اب جیبدۂ وزے سرکار علامہ دام ظلہ کی صحت میں نصف کردی یعنی ۸ر صاحب اولاد ایک ایک جلد ضرور گھر میں رکھیں

چشمہ نجات۔ کتاب "عین الحیات" کے نام سے تمام شیعی دنیا واقف ہے یہ کتاب زبان فارسی میں تھی لہٰذا الکلام دو ترجمہ بنام "چشمہ حیات" نہایت خوشخط و صحیح چھاپا گیا ہے قیمت عہ۸ر۔

تذکرہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ جس میں علامہ کی زندگی کے تمام حالات از ولادت تا وفات درج ہیں۔ قیمت ۸ر۔

کحل الانظار ترجمہ نور الابصار۔ یہ کتاب عربی زبان میں کمال تحقیق کیساتھ آیۃ اللہ فی العالمین جناب قبلہ مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد اعلی اللہ مقامہ نے تصنیف فرمائی تھی اس کتاب میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا حال ہے کتاب موصوف اردو ترجمہ کرکے نہایت کوشش سے چھپوایا ہے قیمت ۸ر۔

سوانح عمری جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب۔ مصنفہ جناب مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری جو نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہے۔ اور خوشخط چھپی ہے ضخیم کتاب ہے قیمت صرف عہ۸ر +

المشتہر مولوی غلام عباس۔ لاہور محلہ لوہاری منڈی کوچہ نانک بھلہ۔

ايضاح الفرائض